کنز المدارس کے درجہ عالمیہ سال اول کے نصاب کے عین مطابق کاوش بنام

خلاصہ

تحقیق وتدوین کا طریقہ کار

ملخّص: ڈاکٹر محمد انس رضا مدنی

مدرس جامعۃ المدینہ ملتان شریف

جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ ملتان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ‌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

عرض حال

اللہ عزوجل کا احسان عظیم ہے کہ اس نے علم دین کے طالبین کے لیے انعام واکرام کا وعدہ فرمایا اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے ان بشارات عظیمہ پر مُہر ثبت فرمائی۔

حق اور سچ کی تلاش ہی حقیقی طالب علم کا مقصود ہوتی ہے جس کے لیے حقیقی تحقیق انیق امرِ لازم ہے۔ تحقیق کے اس سفر کو سھل بنانے اور طلباء کو تحقیق کے مناھج جدیدہ سے روشناس کرانے کے لئے مجلس جامعۃ المدینہ اور کنزالمدارس بورڈ (رجسٹرڈ) نے عالیہ سال اول کے نصاب میں پروفیسر خالق داد ملک مرحوم ومغفور کی کتاب "تحقیق وتدوین کا طریقہ کار" داخل فرمائی جو کہ مثبت پیش رفت ہے۔

چونکہ یہ کتاب یونیورسٹی میں رائج نظامِ تحقیق پر زیادہ انحصار کرتی ہے تو راقم الحروف کو محترم اساتذہ کرام کی جانب سے یہ کتاب پڑھانے کا حکم صادر ہوا جو کہ ایم فل اور پی ایچ ڈی کی چکی میں پسنے کے بعد حسبِ حال تھا لہٰذا انکار نہ ہو سکا۔ جب کتاب کی تدریس شروع ہوئی تو اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ جدید تحقیق کے فن پر یہ کتاب درس نظامی کے طلباء کے لیے اولاً تو نئی ہے اور ثانیاً پہلی اور آخری بھی۔ لہٰذا اس ٹھوس علمی غذا کو زُود ہضم بنانے کے لیے طریقہ تلخیص از حد ضروری ہے۔

اس ضرورت کے تحت فقیر نے روزانہ کے سبق کا خلاصہ بورڈ پر لکھوا کر سمجھانا شروع کیا تو مفید پایا جو کہ آخر کار منتخب نصاب کے مکمل خلاصہ کی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کی کمپوزنگ کا سہرا مولانا حسن مصطفیٰ کے سر جاتا ہے کہ جن کے لئے شکریہ ادا نہ کرنا خلاف مروت ہے۔ اور مطالعہ کرتے وقت یہ بات پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ یہ طلباء کے اذہان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور امتحانی طریقہ کار کہ پسِ منظر میں لکھا گیا خلاصہ ہے اس لیے پریکٹیکل پر مشتمل ابحاث کو زیورِ تلخیص سے مزین نہیں کیا گیا اور اصل کتاب سے مراجعت کی ضرورت سے تو چنداں اعراض ممکن نہیں۔

آخر میں التماس ہے کہ غلطی کا احتمال بہر حال موجود ہے، لہٰذا قارئین اصلاحی مشورہ سے بے بہرہ نہ فرمائیں۔ اللہ عزوجل اس خلاصہ کو متلاشیانِ علم کے لیے نفع بخش بنائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ

خیر اندیش

ڈاکٹر محمد انس رضا مدنی

مدرس جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ ملتان شریف

22-1-2022

فصل اول:

علمی بحث و تحقیق کے مناہج

Thesis کے نام:۔

1 ۔مقالۃ 2۔ مقالۃ علمیہ 3۔ مقالۃ جامعیہ۔

اس کے بعد نئے الفاظ کا ارتقاء ہوا۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔الرسالہ 2۔اطروحہ 3۔رسالۃ الدکتوراۃ

بحث کے مختلف نام:۔

1۔بحث علمی 2۔بحث جامعی 3۔ مشروع

بحث کا لغوی معنی:۔ بحث کا لغوی معنی ہے طلب و تفتیش۔

اصطلاحی تعریف:۔ کسی حقیقت یا معاملے کی کھوج کے لیے جستجو کرنا۔

بحث علمی:۔

منظم جستجو اور کھوج جس میں علمی حقائق کیلئے متعین شدہ مختلف اسالیب اور علمی مناہج اختیار کیے جائیں اور جس سے مقصود ان علمی حقائق کی صحت کی تحقیق یا ان میں ترمیم یا اضافہ ہو۔

یونیورسٹی مقالہ کی تعریف:۔

مقالہ سے مراد ایک مکمل رپوٹ ہے جسے محقق اپنے کام کے بارے میں پیش کرتا ہے جسے اس نے اپنے ذمہ لیا ہو اور مکمل کیا ہو اور وہ رپوٹ اس انداز میں ہو کہ جو مطالعہ ، سوچ اور دلائل سے حاصل شدہ نتائج پر مشتمل ہو۔

تحقیق کے مقاصد اور دائرہ کار:۔

دور حاضر میں علمی تحقیق کسی موضوع کے لیے تخصیص پر بولی جاتی ہے۔

علمی تحقیق کے مقاصد:۔ اس کے مقاصد کسی معدوم شئ کو ایجاد کرنا، کسی متفرق شئ کو جمع کرنا، ناقص کو مکمل کرنا، مجمل کو مفصل کرنا، مطول کی کانٹ چھانٹ کرنا، بے ترتیب کو ترتیب دینا، غلطی کو آشکار کرنا قرار دیے گئے ہیں۔

علمی تحقیق کا دائرہ کار:۔ علمی تحقیق کا دائرہ کار بہت وسیع اور کشادہ ہے۔ اور اس کی حد بندی ممکن نہیں ہے۔

علمی تحقیق کی اہمیت

1۔ علمی تحقیق سائنسی، صنعتی، زرعی، انتظامی، ذہنی اور تعلیمی ترقی کا ذریعہ ہے۔ لہذا کہا جاسکتا ہے کہ "البحث کاشفۃ للحقیقۃ" کہ تحقیق ہی حقیقت کو کھولتی ہے۔

2۔ علمی تحقیق سے مالی فوائد کا حصول بھی ہوتا ہے۔ کئ ادارے تحقیق کے لیے محققین کو بھاری معاوضہ ادا کرتے ہیں۔

3۔ علمی تحقیق سے تحقیقی ذوق اور صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے اور ملک کی ترقی کا واحد ذریعہ علمی تحقیق ہی ہے۔

علمی تحقیق کی اقسام:۔

علمی تحقیق کی متعدد اقسام ہیں۔ جو کہ مصادر، موضوعات، مناہج، مدت تحقیق، اور معیار تحقیق کے اعتبار سے تقسیم ہوتی ہے۔

1۔ مصادر کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام

1۔لائبریری تحقیق:۔

اس کا زیادہ تر انحصار رسائل اور مجلات پر ہوتا ہے۔

2۔ میدانی تحقیق:۔

اس کا زیادہ تر انحصار موقع محل اور لوگوں پر ہوتا ہے۔ تحقیق کرنے والا لوگوں سے ملتا ہے اور مختلف اداروں میں ہوتا ہے۔

3۔لائبریری میدانی تحقیق:۔

موضوع کی مناسبت سے افراد، اداروں، اور کتب وغیرہ سب سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

2۔ مقاصد کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام

اسکی دو اقسام ہیں۔

1۔ نظریاتی تحقیق

2۔اطلاقی تحقیق

1۔ نظریاتی تحقیق:۔

اس تحقیق کا مقصد محض علم کا حصول ہوتا ہے کسی پر نتائج کو منطبق کرنا مقصد نہیں ہوتا۔ یہ تحقیق زیادہ تر علوم کی مختلف شاخوں میں کی جاتی ہے۔ جیسے لغت، صرف، نحو، بلاغت، دینی علوم وغیرہ۔

نظریاتی تحقیق کا دائرہ کار:۔

اس تحقیق کا انحصار وضعی، استقرائی، استخراجی، عقلی، استنباطی، تقابلی، اور منطقی منہج پر ہوتا ہے۔

محقق کو چاہیے کہ وہ تحقیق درست انداز میں کرنے کے لیے منطق کے درج ذیل قوانین سے آگاہی حاصل کرے۔ 1۔ قانون ذات۔ 2۔ قانون عدم تناقض۔ 3۔ قانون الثالث مرفوع۔ 4 ۔ قانون تعلیل

2۔اطلاقی تحقیق:۔

اس کا مقصد نئی چیزوں کو دریافت کرنا اور ایجاد کرنا ہے۔

اطلاقی تحقیق کا دائرہ کار:۔

اس کا دائرہ کار محسوسات میں ہوتا ہے جیسے علم کیمیاء، فلکیات وغیرہ۔اور یہ تحقیق زیادہ تر تجزیاتی ہوتی ہے اس کے لیے مشاہدات اور تجربہ گاہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔یہ تحقیق معاشرے کے لیے زیادہ مفید ہوتی ہے۔مگر اس میں نظریاتی تحقیق کا اثر بھی نظر آتا ہے۔

مدت کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام

1۔مختصر مدت پر مشتمل تحقیق جیسے منجد سے لغوی معنی دیکھنا

2۔طویل مدت پر مشتمل تحقیق

3۔انتہائی طویل مدت پر مشتمل تحقیق

4۔اخراجات کے اعتبار سے تحقیق:۔

بعض تحقیق پر بہت زیادہ اخراجات خرچ ہوتے ہیں اور بعض پر بہت زیادہ ہوتے ہیں۔جیسے خلائی مشین،ویکسین وغیرہ۔

اثراندازی کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام

بعض تحقیقات کا اثر ایک فرد پر ہوتا ہے اور بعض کا زیادہ پر ہوتا ہے مگر زیادہ مفید تحقیق وہ ہوتی ہے جس کا اثر پوری دنیا پر نظر آتا ہے۔جیسے بجلی، گاڑی،ادویات اور جہاز وغیرہ۔

محققین کی تعداد کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام

1۔انفرادی تحقیق

2۔اجتماعی تحقیق:۔

ایک سے زیادہ محقق ملکر تحقیق کرتے ہیں۔اس کی وجہ تحقیق کا مشکل ہونا، کئی علوم پر مشتمل ہونا، زیادہ مہنگا ہونا وغیرہ۔

معیار کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام

1۔کلاس کے دوران تحقیق

2۔ایم۔اے کا مقالہ

3۔ایم۔فل کا مقالہ

4۔پی ایچ ڈی کا مقالہ

موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام:۔

اس اعتبار سے تحقیق کی کئی اقسام ہیں جیسے دینی، عقلی، معاشرتی، معاشی، اراضی، زرعی، سائنسی وغیرہ۔

منہج کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام

1۔ تقابلی تحقیق:۔

دو چیزوں مثلاً دو کتابوں، دو مذہبوں، دو افراد کے درمیان تقابل پیش کیا جاتا ہے۔

2۔ بیانیہ تحقیق:۔

کسی چیز کی حقیقت حال کو بیان کیا جاتا ہے جیسے فقہ حنفی کی حقیقت کو بیان کرنا

3۔ تقسیمی تحقیق:۔

کسی چیز کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا جائزہ لے کر بہتری کے لیے تجاویز مرتب کرنا

4۔ تاریخی تحقیق:۔

کسی چیز کی تاریخ اور ارتقاء بیان کرنا۔

5۔ شماریاتی تحقیق:۔

کسی چیز کی معلومات کو شماریاتی اور حسابی طریقوں سے جاننا اور نتائج اخذ کرنا۔

6۔ ترابطی تحقیق:۔

دو چیزوں کے درمیان تعلق اور باہم ربط کا جائزہ لینا کہ دونوں میں مثبت ربط ہے یا منفی ربط ہے۔

7۔ تجرباتی تحقیق:۔

وہ تحقیق جو تجرباگاہوں اور لیبارٹریز میں تجربات کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔

8۔ تجزیاتی تحقیق:۔

اس تحقیق میں چیزوں کے نمونوں کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔

9۔ حالی تحقیق:۔

کسی چیز کی خاص حالت پر تحقیق کرنا کہ یہ چیز فلاں حالت میں یہ نتائج دیتی ہے۔

10۔ تعریفی تحقیق:۔

کسی چیز کی صحیح تعریف کرنے کے لیے تحقیق کرنا مثلاً مذہب کی صحیح تعریف کرنا۔

11۔ سببی تحقیق:۔

کسی چیز کی کسی خاص حالت کا سبب تلاش کرنا

12۔ نتائج پر تحقیق:۔ کسی چیز کی حالت کے نتائج پر تحقیق کرنا۔

فصل ثانی:

علمی تحقیق کے بنیادی عناصر

1۔مسئلہ تحقیق کی حدود کی شناخت:۔

اس سے مراد تحقیق کے موضوعات، تحقیق کی اہمیت کی وضاحت،اور تحقیق کے مفروضے وغیرہ۔

2۔جدت و تخلیق:۔

وہ تحقیق جو بالکل جدید،اور نئی ہو کسی تحقیق کی نقل، تقلید یا ترجمہ نہ ہو۔

3۔حیاتیت اور واقفیت:۔

اس سے مراد یہ ہے کہ وہ موضوع زندہ ہو اور لوگوں کی زندگیوں کے واقعات کو شامل ہو اور اسکی ضرورت بھی ہو۔

4۔ تحقیق کی اصلیت:۔

تحقیق محقق کے اپنے افکار اور نظریات پر مشتمل ہو،دوسروں کی آراء پر متفق نہ ہو۔

5۔امکانات تحقیق:۔

تحقیق کرنے والا ایسا موضوع منتخب کرے جس کے متعلق معلومات اکٹھی کرنا ممکن ہو ایسا موضوع نا ہو جس پر مواد نا ہو۔

6۔ تحقیق کا مستقل بالذات ہونا:۔

یعنی محقق ایسے موضوع کا انتخاب کرے جس کہ متعلق دوسرا محقق محنت نہ کر چکا ہو۔ورنہ یہ چوری کہلائے گا۔

7۔ مصادر تحقیق کی دستیابی:۔

محقق کو چاہیے کہ ایسے موضوع کا انتخاب کرے جس کے متعلق مصادر اور مراجع کثیر پائے جاتے ہوں۔اور وہ کوشش کرے کہ مصادر اصلیہ سے معلومات اکھٹی کرے۔اگر مصادر ثانویہ سے کچھ مواد لے بھی تو بھی مصادر اصلیہ سے تحقیق کرے۔

8۔وسیع مطالعہ:۔

محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا مطالعہ وسیع کرے تاکہ موضوع کے متعلق کوئی پہلو نہ رہے۔

9۔دوسروں کی آراء کی تفہیم میں باریک بینی:۔

محقق کے لیے ضروری ہے کہ دوسروں کی رائے اور عبارت کو سمجھنے کے لیے انتہائی احتیاط سے کام لے کہ ایسا نہ ہو کہ دوسرے کا مقصد کچھ اور ہو اور یہ مراد کچھ اور لے لے۔

10۔اسلوب کی عمدگی اور قوت:۔

محقق کو چاہیے کہ اس کا مقالہ صرفی، نحوی، لفظی اور لغوی ہر طرح کی غلطیوں سے پاک ہو تاکہ مقصود بیان کرنے میں اور نتائج اخذ کرنے میں حتی الامکان کامیاب ہو سکے۔

فصل ثالث:

محقق کی خصوصیات اور نگران تحقیق

محقق کی خصوصیات:۔

1۔ تحقیق کے میدان میں دلچسپی:۔

محقق کثیر مطالعہ کرنے والا ہو اور تحقیق کے لیے خوب جستجو اور شوق رکھنے والا ہو۔

2۔ صبر و تحمل:۔

محقق صبر و تحمل سے کتب کا مطالعہ کرنے والا ہو تاکہ جلد بازی کے سبب غلط نتائج اخذ نہ ہوں۔

3۔ علمی دیانتداری:۔

محقق چوری سے بچنے والا ہو اور ہر بات کا حوالہ بمع کتاب و مصنف دیانتداری سے دینے والا ہو۔

4۔ تواضع وعاجزی:۔

محقق تکبر والے الفاظ سے بچے اور کسی کی رائے پر کیچڑ نہ اچھالے بلکہ غیر جانبدارانہ تجزیہ کرے۔

5۔ نظم ونسق اور تنظیم و ترتیب کی صلاحیت:۔

محقق اپنے مقالہ کو بہترین ترتیب اور سرخیوں سے مزین کرنے والا ہو۔

6۔ ذہانت اور حاضر دماغی:۔

محقق بہتر انداز میں آراء کو سمجھنے والا ہو۔

7۔ غیر جانبداری اور انصاف پسندی:۔

محقق کسی شخص اور طبقے سے اختلاف کی بات نہ کرے ہاں اگر کوئی بات مسلمہ عقائد کے خلاف ہوں تو مناسب انداز میں رد کر دے۔

8۔ غیر مدلل آراء سے اجتناب:۔

غیر مستند آراء، کتب، اور حوالہ جات سے اجتناب کرے۔

9۔ اخلاقی اصولوں کی پابندی:۔

محقق اپنی تحقیق ایسے زاویوں پر نہ کرے جو اخلاقیات کے خلاف ہو جیسے قتل، زنا وغیرہ۔

10۔ علم میں رسوخ:۔

محقق راسخ العلم ہو اور اگر کسی بات کا علم نا ہو تو لا ادری کہنے سے گریز نا کرے۔

نگران تحقیق کی خصوصیات:۔

اسکی تقرری عموما طالب علم کو سونپی جاتی ہے طالب علم اور نگران تحقیق میں ادب کا رشتہ ہونا چاہیے۔ نگران کو چاہیے کہ کبھی طالب علم کی حوصلہ شکنی نہ کرے، اگر کوئی نقصان پائے تو ازالہ کی کوشش کرے اور محقق کو نگران کی طرف سے جو ہدایات دی جائیں وہ ان کو قبول کرے اور مسلسل نگران سے رابطہ میں رہے۔ اور گاہے گاہے کام دکھاتا رہے۔

فصل رابع:

"کتب خانہ کی اہمیت، افادیت، اور استعمال کا طریقہ کار"

لائبریری:۔

اس کو کسی بھی یونیورسٹی کا اہم جزو کہا جاتا ہے۔ کہ پھیپھڑوں کی مانند ہوتی ہے اس لیے محقق روزانہ آنا جانا رکھے۔

لائبریری میں موجود کتب کی اقسام:

1۔ عمومی دائرۃ المعارف:۔

ایسے انسائیکلوپیڈیا کہ جن میں مختلف علمی معاشرتی اور ادبی موضوعات پر حروف تہجی کی ترتیب پر معلومات اکٹھی کی گئی ہوں۔ جیسے اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔

2۔ مخصوص دائرہ المعارف:۔

جن میں کسی خاص علم یا فن پر معلومات اکٹھی کی گئی ہوں۔ جیسے تاریخ کا انسائیکلوپیڈیا وغیرہ۔

3۔ عمومی معاجم:۔

جن ڈکشنریز میں کسی فن کے الفاظ نہ ہوں بلکہ کسی زبان کے عمومی الفاظ کا ذخیرہ بمعنی ہو جیسے المنجد، قاموس وغیرہ

4۔ خصوصی معاجم:۔

جن میں اصطلاحات کا ذخیرہ ہو۔ جیسے طبی اصطلاحات کی ڈکشنری۔

5۔ سالانہ کارگردگی پر مبنی تحقیق:۔

حکومتی اور غیر حکومتی اداروں کی سالانہ رپورٹ پر مبنی رسائل۔

6۔ سوانح عمریاں:۔

جن کتب میں مایہ ناز شخصیات کی زندگی کے حالات وواقعات ہوں۔

7۔ حوالہ جاتی کتب:۔

جس میں کسی خاص موضوع پر لکھی گئی کتب اور مواد کو ذکر کر دیا گیا ہو۔

8۔ تحقیقی مجلات:۔

مختلف جامعات اور اداروں کی طرف سے جاری کردہ تحقیقی مجلات بھی لائبریری میں رکھے جاتی ہیں۔

9۔رسائل واخبارات:۔

ان کو بھی لائبریری میں رکھا جاتا ہے۔

10۔نایاب کتب:۔

ان کو بھی لائبریری میں رکھا جاتا ہے۔

11۔ مختلف کتب:۔

مختلف موضوعات پر ہزاروں کتب بڑی لائبریری میں رکھی جاتی ہیں۔

12۔فہارس:۔

کسی سال یا عرصے کے دوران طبع ہوئے ان کتب رسائل کی فہرست۔

13۔ مخطوطات:۔

مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کی جو انتہائی قیمتی اور قابل قدر سمجھے جاتے ہیں۔

14۔ تحقیقی مقالات:۔

ای(ماایے،ای(مفل اور پی۔ایچ۔ڈی مقالات بھی لائبریری میں رکھے جاتے ہیں۔

<u>لائبریری سے کتاب لینے کے اصول وضوابط:</u>

کتاب حاصل کرنے کی شرائط:۔

اوقات،تعداد،مدت،تاخیر کا جرمانہ،اور کتاب ضائع ہونے پر جرمانہ۔

<u>لائبریری میں حاصل شدہ سہولیات:</u>

1۔مراجع یاسیکشن 2۔مجلات اور اخبارات کے لیے مخصوص جگہ۔3۔انتظار گاہ4۔نایاب کتب کا شعبہ 5۔مطالعہ کرنے کی جگہ 6۔کتب جاری کرنے کا شعبہ 7۔فوٹو کاپی۔8۔الماری وغیرہ

<u>کتابوں کی ترتیب اور اصناف بندی کا نظام:</u>

کتب خانے میں کتابوں کی ترتیب کے حوالے سے دو طریقے ہیں۔

1۔کانگریس لائبریری کی ترتیب

2۔اعشاری کتاب داری کی ترتیب

1۔کانگریس لائبریری کی ترتیب:۔

یہ امریکہ کی لائبریری ہے اور دنیا کی سب سے بڑی لائبریری ہے جس میں 8 کروڑ کتابیں ہیں۔

الف۔عام کتابیں۔بی۔فلسفہ ومذہب۔سی۔غیر ملکی تاریخ۔ڈی۔تاریخ اور معاون علوم۔ای۔ایف۔امریکی تاریخ۔جی۔جغرافیہ اورانسانیت۔ایچ ۔عمرانیات۔جے۔علم سیاست ۔کے۔قانون ۔ایل ۔تعلیم و تربیت ۔ایم ۔موسیقی ۔این ۔فنون لطیفہ ۔پی ۔لغت ادب ۔کیو ۔سائنس ۔آر ۔میڈیکل۔ایس۔زراعت۔یو۔جنگلی علوم۔ٹی۔فنی اصطلاحات۔وی۔بحری علوم۔زیڈ۔لائبریری کا علم ومراجع

سب سے پہلے یہ ترتیب کانگریس لائبریری نے شروع کیااور آج دنیا کی بڑی بڑی لائبریریاں بھی اس ترتیب پر کام کررہی ہیں۔

2۔اعشاری کتب داری کی ترتیب:۔

یہ نظام اکثر دنیامیں رائج ہے اس میں تمام علوم کو اولا دس قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے پھر ہر قسم کی دس فرع پھر ہر فرع کی دس شاخیں پھر ہر شاخ کی دس انواع ہیں۔

ترتیب درج ذیل ہے۔

عام مراجع۔00سے99 فلسفہ100سے199

دین۔200سے299 عمرانیات300سے399

علم مجرد500سے599 لغت400سے499

اطلاقی علم600سے699

فنون وعلوم700سے799

ادب800سے899

900سے999 تاریخ

کتاب کے اجزاء:۔

1،خارجی ٹائٹل

2،داخلی ٹائٹل

3،حق طباعت

4،پیش لفظ

5،فہرست مضامین

6،توضیحات

7،مقدمہ

8،کتاب کا متن

9،ملحقات وضمیمہ جات

10، فہرست مصادر و مراجع

11،اشاریہ

فصل خامس:

"مقالہ نگاری کے مراحل"

مقالہ نگاری کے درج ذیل مراحل ہیں۔

1۔انتخاب موضوع 2۔خاکہ تحقیق کی تیاری 3۔مصادر و مراجع کی حد بندی 4۔علمی مواد کی جمع آوری 5۔مقالہ کی تسوید و تحریر 6۔مقالہ کی حوالہ بندی

1۔انتخاب موضوع:۔

یہ بہت اہم مرحلہ ہوتا ہے۔ محقق کو چاہیے کہ وہ ماہرین فن سے ملاقاتیں کرے اور خوب غور و خوض کر کے موضوع کا انتخاب کرے۔موضوع کے انتخاب کے لیے عام طور پر دو طریقے رائج ہیں۔

1۔ محقق کی طرف سے موضوع کا انتخاب: محقق موضوع کا انتخاب اپنی میلان طبع اور صلاحیت کے مطابق کرے۔

2۔ نگران استاد کی طرف سے موضوع کا انتخاب: جب طالب علم خود فیصلہ نہ کر سکے تو نگران کوئی موضوع منتخب کر لیتا ہے مگر طالب علم کو چاہیے کہ وہ نگران سے راہنمائی لیتا رہے تاکہ موضوع پر اچھے انداز میں کام کر سکے۔

(انتخاب موضوع کے ذرائع اور وسائل)

1۔ذاتی معلومات و تجربہ:۔

ذہن میں آنے والے سوالات یا تجربہ میں آنے والے سوالات بھی تحقیق کا موضوع بن سکتے ہیں۔

2۔دوسروں سے گفتگو:۔

بعض اوقات دوسروں سے گفتگو بھی موضوع منتخب کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

3۔ غور و فکر اور سوچ بچار:۔

قرآن کریم بھی غور و فکر کا درس دیتا ہے لہذا چیزوں میں غور و فکر کرنے سے بھی موضوع منتخب کر سکتا ہے۔

4۔ریڈیو اور ٹی۔وی کی خبریں:۔

ہر طرح کی خبریں آپ کی سماعت سے ٹکراتی ہیں۔تو جو آپ کے میلان طبعہ کے متعلق ہوں تو ان میں موضوع مل سکتا ہے۔

5۔ریڈیو اور ٹی وی کے پروگرام:۔

بعض اوقات ان پروگرام میں ہونے والی گفتگو بھی ذہن کے دریچے کھول دیتے ہیں۔

6۔ اخبارات اور عام مجلات:۔

ان سے بھی موضوعات مل سکتے ہیں۔

7۔ تحقیق مجلات:۔

ان مجلات میں سفارشات و نتائج سے بھی کئی موضوعات مل سکتے ہیں۔

8۔ محاضرات و دروس:۔

اساتذہ اور ماہرین اپنے لیکچرز میں بھی کئی طرح کے موضوعات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

(اچھے موضوع کی شرائط)

1۔ جدت و تخلیق:۔

موضوع بالکل نیا ہو اور اس پر پہلے کام نا ہوا ہو۔

2۔ دلچسپی اور رغبت:۔

محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ وہی موضوع منتخب کرے جس میں اس کی دلچسپی ہو

3۔ جامعیت اور وضاحت:۔

موضوع انتہائی جامع اور واضح ہو۔

4۔ لفظی تحدید:۔

عنوان تحقیق نہ اتنا طویل ہو کہ بیزار کر دے اور نا اتنا مختصر ہو کہ بات واضح نا ہو۔

5۔ مصادر اور مراجع کی دستیابی:۔

موضوع ایسا ہو کہ جس پر کتب اور مواد موجود ہو۔

6۔ مدت تحقیق کا لحاظ:۔

تحقیق کی مقررہ مدت کے لحاظ سے ہی موضوع منتخب کیا جائے۔

7۔ اخراجات:۔

ایسی تحقیق کا موضوع منتخب کیا جائے کہ جس پر ہونیوالے اخراجات طاقت سے باہر نہ ہوں۔

8۔ معاشرتی قبولیت:۔

ایسا موضوع ہو کہ معاشرہ اسے قبول کرے ایسا نا ہو کہ معاشرتی طور پر قابل نفرت ہو۔

9۔ مقالے کی طوالت:۔

ایسا موضوع ہو کہ جو مطلوبہ طوالت تک مواد پر مشتمل ہو سکے۔

10۔ موضوع کی معرفت:۔

ایسا موضوع نہ ہو کہ جس کے بارے میں طالب علم جانتا نہ ہو یا بہت کم معلومات ہوں۔

(نامناسب موضوعات)

1۔سوانح عمریاں:۔

کسی شخص کی سیرت اور سوانح کو موضوع نہ بنایا جائے کیونکہ یہ اصل تحقیق نہ ہوگی ہاں اس شخصیت کے کسی انسانی، معاشرتی، دینی پہلو کو موضوع بنایا جاسکتا ہے جس سے معاشرہ کو فائدہ ہو۔

2۔انتہائی نئے موضوعات:۔

ایسے موضوعات کہ جن پر ماہرین بھی خاموش ہو اور مواد بھی نہ ہو۔

3۔انتہائی فنی موضوعات:۔

وہ موضوعات کہ جن پر صرف ماہرین ہی کلام کر سکتے ہیں۔

4۔جذباتی موضوعات:۔

ایسے موضوعات کہ جن سے ہماری جذباتی وابستگی ہو ان کو منتخب نہ کیا جائے کہ کیونکہ ان پر ہم انصاف سے بات نہیں کر سکیں گے جیسے استاد کے نقائص پر تحقیق۔

5۔ تلخیص:۔

دوسروں کی کتب اور تحقیق کی تلخیص نہ کی جائے کہ یہ تحقیقی کام نہ ہو گا۔

6۔تکرار:۔

جن موضوعات پر بار بار تحقیق ہو چکی ان کو منتخب نہ کیا جائے۔

7۔انتہائی وسیع موضوع:۔

ان موضوعات پر مقررہ مدت میں تحقیق مکمل نہیں ہو سکے گی۔

8۔انتہائی محدود موضوع:۔

ان موضوعات سے طالب علم جمود کا شکار ہو جائے گا۔

پہلا مرحلہ:۔ موضوع کی تحدید

مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ موضوع منتخب کرنے کے بعد اس موضوع کی زمانی، مکانی، تاریخ، وصفی نوعی، وغیرہ تحدید ضروری ہے تاکہ اس کو قابل تحدید بنایا جاسکے ورنہ عمومیت کی وجہ سے اس پر تحقیق کرنا ممکن نا رہے گا۔ جیسے درج ذیل امثلہ:۔

1۔طب کی ترقی میں مسلمانوں کا کردار

2۔طب کی ترقی میں عرب مسلمانوں کا کردار

3۔طب کی ترقی میں عربوں کا دسویں صدی عسوی میں کردار

دوسرا مرحلہ:۔ خاکہ کی تیاری

خاکہ یاخط مقالے کے لیے تعمیری ڈھانچے کی حیثیت رکھتاہے یہ دراصل تحقیق کا نقشہ ہوتا ہے جو درج ذیل عناصر پر مشتمل ہوتا ہے۔

1۔ صفحہ عنوان:۔

اس صفحہ پر تحقیق کا موضوع، جامعہ کا نام، جامعہ کا مونو گرام، مقالہ نگار کا نام ورولنمبر، اور نگران استاد کا نام وعہدہ، ڈیپارٹمنٹ کا نام اور سیشن مثلا 2020،2021، وغیرہ۔

2۔ مقدمہ:۔

اس میں موضوع کا 1۔ تعارف ،2۔ فرضیہ تحقیق، موضوع کے متعلق مطالعہ کے بعد حاصل ہونے والی آراء ذکر کی جاتی ہیں۔3۔ مقاصد تحقیق 4۔اسباب اختیار موضوع 5۔ موضوع کی اہمیت۔6۔ منہج تحقیق۔7۔وسائل تحقیق۔8۔بنیادی مصادر و مراجع

3۔ ابواب فصول عنوانات:۔

ابواب وفصول کی تعداد موضوع کے اعتبار سے مختلف ہوسکتی ہے عموما ای (مایے میں دوباب اور دو فصلیں اور ایم فل میں تین باب اور تین فصول اور پی ایچ ڈی کا مقالہ 4ابواب اور چار فصلوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

4۔ مجوزہ مصادر و مراجع کی فہرست:۔

وہ کتب کہ جن کو مقالے میں استعمال کرنے کا ارادہ ہے بمع مصنف وناشر وغیرہ بالتفصیل ذکر کیے جاتے ہیں۔

تیسرا مرحلہ: مصادر و مراجع کی تحدید

مصادر و مراجع دو الگ الگ اصطلاحات ہیں مصادر سے مراد ایسی کتب ہیں جو مئولفین نے اپنے ہاتھوں سے تحریر کی ہوں مشاہدے کے ذریعے جن کو لکھاہو۔اور بعد والوں کے لیے وہ اصل مصدر کا درجہ رکھیں جیسے بخاری ومسلم، جامع البیان لطبری، معجم العین۔

مراجع سے مراد وہ کتابیں ہیں جن کی علمی مواد کی بنیاد اصل مصادر پر ہو یعنی وہ اصل مصادر کی شرح، خلاصہ، تنقید وتبصرہ پر مشتمل ہوں جیسے اربعین نووی، المنجد وغیرہ۔لہذا محقق کو چاہیے کہ وہ اصل مصادر کی طرف ہی رجوع کرے البتہ جب مصادر دستیاب نہ ہوں تو مراجع کی طرف رجوع کر سکتاہے۔

تعدد مصادر:۔

اگر کسی چیز کے بارے میں مصادر زیادہ ہوں تو قدیم ترین مصادر کو ترجیح ہوگی۔ پھر نئی معلومات کے لیے حسب ضرورت نئے مصادر سے بھی استفادہ کیا جاسکتاہے

اختلاف مصادر:۔

اگر کسی خبر کے بارے میں مصادر میں اختلاف ہو تو محقق خوب تحقیق کر کے نقل کرے۔

جدید مصادر کا تنوع:۔

قدیم دور میں صرف مخطوطات ہی مصادر ہوا کرتے تھے۔ مگر اب بہت تنوع ہوگیاہے جیسے مختلف مطبوعات، ماہنامے، اخبارات،

مقالہ جات،ڈیجیٹل کتاب،ویب سائٹس اور لیکچرز وغیرہ۔

جدید مصادر کے بارے میں احتیاط کا لزوم:۔

جدید مصادر کی صحت کا دارو مدار ان ذرائع پر نہیں ہوتا بلکہ اس فرد پر ہوتا ہے جس نے ان کو نقل کیا ہے لہذا محقق کو چاہیے کہ وہ خوب تحقیق کرے اور وہ بات نقل کرے ورنہ خطاءوں کا ظن غالب رہے گا۔

عربی اور اسلامی تحقیق کے جدید ذرائع:۔

جدید ذرائع میں کچھ مفید سافٹ ویئرز اور کچھ ویب سائٹس شامل ہیں جن کا ذکر درج ذیل ہے۔

1۔موسوعۃ الحدیث الشریف 2۔المکتبۃ الالفیہ للسنۃ النبویہ 3۔المکتبۃ الشاملہ۔یہ جدید دور کا تحقیق کے لیے اہم سافٹ ویئر ہے اس میں عربی زبان میں اسلامی علوم فنون کی ہزاروں کتب سرچ آپشن کے ساتھ موجود ہیں۔

4۔ Easy quran o hadith

اس میں سینکڑوں اردو تراجم و تفاسیر و احادیث سرچ آپشن کے ساتھ موجود ہیں۔

5۔المدینہ لائبریری:۔

اس میں دعوت اسلامی کی مطبوعہ کتب بمع فتاوی رضویہ اردو زبان میں سرچ آپشن کے ساتھ موجود ہیں۔

6۔مکتبہ جبریل:۔

اس میں مسلک دیوبند کی اردو کتب بمع پی ڈی ایف سرچ آپشن کے ساتھ موجود ہیں۔

مفید ویب سائٹس:۔

1.www.waqfiya.net 2.www.almiskat.net 3.www.said.net

4.www.marfat.net

5.www.archieve.net

6.www.besturdubooks.net 8.www.aqbalkalmati.blogspot.com

7.www.kitabosunnat.net 9.www.iqbal.com

چوتھا مرحلہ : "علمی مواد کی جمع آوری"

یہ ایک اہم مرحلہ ہوتا ہے تقریبا دس مصادر سے مواد جمع کیا جاتا ہے۔
ان کو دو بڑی قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

پہلی قسم:Ready data

کتابیں، انسائیکلوپیڈیاز، مجلات، ورسائل لیکچرز، دستاویزات، یہ 5 مصادر لائبریریز سے حاصل ہو جاتے ہیں۔

1۔ مطالعہ:۔

مطالعہ کو مفید بنانا آسان کام نہیں۔ محقق آرتھر کول کہتا ہے مطالعہ کرنا ایک فن ہے جس سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ اگر طالب علم اپنا وقت بغیر غوروخوض کے مطالعہ کرنے میں صرف کرتا ہے تو یہ وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

2۔ اقتباس:۔

یہ بھی مواد کے حصول کا ذریعہ ہے اقتباس کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

نصی اقتباس:۔

کسی کی تالیف سے حرف بحرف عبارت ذکر کر دینا مگر اس میں شرط یہ ہے کہ اقتباس مختصر ہو امانت داری سے ہو، ایک صفحہ سے کم ہو، اگر زائد ہو پھر بھی مفہوم ہی لکھا جائے۔ اور مکمل حوالہ کے ساتھ ہو۔

تلخیصی اقتباس:۔

کسی طویل عبارت کا خلاصہ چند سطور میں ذکر کرنا اور آخر میں حوالہ بیان کر دینا۔

مفہومی اقتباس:۔

کسی مصنف کی مشکل عبارت کو اپنے الفاظ میں آسان کر کے بیان کرنا تاکہ ایک تو عبارت واضح ہو جائے دوسرا مقالہ میں نقل شدہ عبارات کم ہو جائیں۔ اور تیسرا ضرور تا تبصرہ اور تنقید ممکن ہو جائے۔

3۔ مواد کی تدوین:۔

مواد جمع ہونے کے بعد اس کو اپنے مقالہ اور فصول کے اعتبار سے الگ الگ محفوظ رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ تاکہ حسب ضرورت وہ مواد مقالہ میں تحریر کیا جاسکے کوشش کی جائے کہ ہر باب کے مواد کے لیے الگ الگ صفحات منتخب کیے جائیں۔ اور پھر ابواب کی فصول کے لیے بھی الگ الگ کارڈز مخصوص ہوں تاکہ اس فصل کا مواد اس فصل کے لیے مختص کارڈز پر ہی تحریر کیا جائے ورنہ مواد کو متعلقہ فصل کے مطابق تلاش کرنا مشکل ہو جائے گا ان پر معلومات درج کرنے کا طریقہ یہ ہے ہر فصل کے لیے الگ الگ لفافہ مخصوص کرے اور ہر بات مکمل حوالے کے ساتھ تحریر کریں تاکہ مقالے میں نقل کرتے وقت آسانی ہو۔

Initiated data دوسری قسم:

انٹرویوز، سوالنامے، مشاہدہ، تجربہ، آزمائش، یہ پانچ مصادر محقق کے خود جمع کرنے ہوتے ہیں۔

درج ذیل طریقوں سے یہ مواد جمع کیا جاتا ہے:

1۔انٹرویوز۔

موضوع کے مطابق کبھی انفرادی تو کبھی اجتماعی انٹرویوز کی ضرورت ہوتی ہے۔

2۔سوالنامے:۔

کبھی سوالنامہ بھی مرتب کیا جاتا ہے جس کے ذریعے محقق لوگوں کی رائے جان کر ان پر تبصرہ کر سکتا ہے سوالنامہ دو طرح کا ہو سکتا ہے ایک یوں کہ سوال کے بعد جواب کے لیے خالی جگہ چھوڑ دیں اور ایم سی کیوز کی صورت میں چند جوابات میں سے کوئی ایک منتخب کرنا ہوتا ہے سوشل میڈیا کے دور میں یہ کام بہت آسان ہو گیا ہے

3۔مشاہدہ:۔

محقق خود مشاہدہ کرتا ہے اور اپنے مشاہدات کی بنیاد پر تجربہ اپنے مقالہ میں تحریر کرتا ہے۔

4۔تجربہ:۔

محقق اپنی تحقیق کے بنیادی عنصر کا مختلف لوگوں یا چیزوں پر تبصرہ کرتا ہے اور پھر نتائج اخذ کرتا ہے جیسے شہد کے انسانی صحت پر اثرات وغیرہ۔

5۔آزمائش:۔

محقق ایک ٹیسٹ تیار کرتا ہے اور اس سے منتخب کردہ نمونوں کو گزارتا ہے اور پھر نتائج اخذ کرتا ہے۔

خود تیار کردہ مواد کو زیر عمل لانا:۔

یہ مواد حاصل کرنے کے لیے نمونوں کی ضرورت پڑتی ہے کہ کن لوگوں سے سوالات یا تجربات کیے جائیں؟ تو اس کے لیے کئی طریقے اختیار کیے جاتے ہیں جیسے خاص طبقات سے مواد حاصل کرنا مثلاً خاص عمر، خاص جنس، وغیرہ کے لوگ اور جیسے بے سوچے سمجھے نمونوں سے مواد حاصل کرنا یا منظم ادارہ وغیرہ کے لوگوں سے مواد حاصل کرنا۔

پانچواں مرحلہ: "مقالہ کی تسوید و تحریر"

محقق جب اپنی تحقیق کو ابواب و فصول میں تقسیم کرنے کے بعد مواد جمع کر لیتا ہے تو مقالہ لکھنے کا مرحلہ آتا ہے۔ مقالہ لکھتے وقت مقالہ نگار کو دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے ا۔ حسن تالیف ۲۔ حقائق پر بحث کرنے اور معلومات کو پیش کرنے میں خالص علمی منہج کا التزام کرے۔

مقالے کے ارکان:

ا۔ اسلوب ۲۔ منہج۔ ۳۔ علمی مواد

1۔اسلوب:۔

وہ تعبیری ڈھانچہ ہے جو محقق کے اندر گہرائی اور ادراک کی عکاسی بیان کرتا ہے۔،موضوع اور مزاج کی مناسبت سے اسلوب مختلف ہو جاتے ہیں۔جیسے علمی اسلوب علمی حائق کی تدوین کے لیے بہت ضروری ہے اس اسلوب کی خوبی "وضاحت اور" سہل انداز" ہونا ہے۔کامیاب محقق وہ ہوتا ہے جو اپنے اسلوب میں تنوع پیدا کرے جس کے لیے وسیع مطالعہ ضروری ہے۔

2۔ منہج:۔

اس سے مراد وہ طریقہ ہے جو فکر کی تشکیل اور حکم لگانے کے لیے دوسروں کی تقلید کے بغیر اختیار کیا گیا ہو۔اس میں درج ذیل امور اہم ہیں۔

ا۔منظم و مدلل پیشکش۔ محقق معلومات کو منظم اور اپنے دلائل و براہین کو جاندار بنانے کی خوب کوشش کرے۔

۲۔مقدمات۔مقالہ کی ہر فصل سے پہلے تمہیدی مقدمہ لکھنا ضروری ہے جس میں آنیوالی بحث کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

۳۔علمی تجزیہ:۔ مختصر مگر جامع تجزیہ کرنا۔تاکہ بحث کی تمام جہات واضح ہو جائیں۔

۴۔موازنہ:۔غیر جانبدارانہ موازنہ کرنا جو انصاف پر مبنی ہو۔

۵۔عنوانات۔ذیلی عنوانات قائم کرنا جس سے مقالہ پر اثر اور جاندار بن جاتا ہے۔

3۔ علمی مواد:۔

یہ کسی بھی مقالہ کا اہم رکن ہوتا ہے۔علمی مواد کی جدت مقالہ کو پر اثر بناتی ہے اور اگر مقالے میں غلط مواد یا غیر تحقیق شدہ مواد منقول ہو تو یہ مقالہ کی اہمیت کو ختم کر دیتا ہے۔

اسلوب بیان وزبان

تحقیق مقالہ کی زبان نہ بہت زیادہ ادبی ہو اور نہ بے جان اور خشک ہو

محقق کو چاہیے کہ وہ حقائق بیان کرتے ہوئے انتہائی غیر جانبداری،واقعیت،قطعیت،اور معروضیت کو پیش نظر رکھے۔

تحقیقی مقالہ میں ممنوعہ امور

کیونکہ تحقیق مقالہ ایک علمی دستاویز ہوتا ہے۔اس لیے اس میں درج ذیل امور سے اجتناب ضروری ہے

ا۔لفاظی،خطابت،اور شاعرانہ رنگین بیانی

۲۔جذباتی طرز استدلال

۳۔صفاتی الفاظ جیسے بہت ہی زیادہ،نہایت ہی کمال وغیرہ

۴۔مبالغہ آمیز مدح سرائی اور دل آزار تنقید

۵۔عامیانہ محاورہ وغیرہ

٦۔ تخیل،ابہام،کیفیات وغیرہ

تحریر میں خوبی اور ضمنی محاسن پیدا کرنے کے لیے مواد پر نظر ثانی کریں۔صاحب الرائے احباب کو دکھائیں،کانٹ چھانٹ سے نہ گھبرائیں اور تجربہ کار اساتذہ وادباء کی تحاریر سے استفادہ کریں۔

چھٹامرحلہ: "مقالہ کی حوالہ بندی"

حاشیہ نگاری:۔

حاشیہ نگاری سے مراد وہ ثانوی افکار ہیں جنہیں محقق تحریر کرتا ہے جن کا مقصد تشریح کرنا،آیات،واحادیث کی تخریج کرنا کسی شخصیت یا مقام وغیرہ کا تعارف کروانا وغیرہ ہوتا ہے۔دور حاضر میں انہیں ہوامش بھی کہا جاتا ہے۔اگر یہ حاشیہ ہر صفحہ کے آخر میں لکھا جائے تو اس کو(footnote) کہا جاتا ہے۔مسلمان علماء میں حواشی وتعلیقات کا رواج آٹھویں صدی ہجری میں مشہور end note اور اگر باب یا فصل کے آخر میں لکھا جائے تو ہوامش۔جیسے حاشیہ ابن عابدین وغیرہ۔

شرح؛۔

شرح میں متن کے ہر ہر لفظ کی وضاحت اور مستنبط ہونے والے احکام وفوائدودلائل کو ذکر کیا جاتا ہے۔

حاشیہ:۔

حاشیہ میں صرف ان الفاظ کو زیر غور لایا جاتا ہے جن کی وضاحت کی ضرورت ہو

ہامش:۔

اس سے مراد دور حاضر میں وہ تعلیقات اور شروحات ہیں جنہیں صفحات کے آخر میں لائن لگا کر لکھا جاتا ہے اور متن میں ان کے اشارے لکھ دیے جاتے ہیں۔

حاشیہ میں درج کردہ امور:۔

بعض محققین مثلا شیخ عبد السلام ہارون وغیرہ کتب پر حاشیہ لگانے کو درست خیال نہیں کرتے مگر اکثر علماء نے حاشیہ کو مفید قرار دیا ہے حاشیہ میں درج ذیل امور ذکر کرنے پر علماء کا اتفاق ہے۔

۱۔آیات واحادیث کی تخریج

۲۔قرآن واحادیث کے مشکل الفاظ کی وضاحت

۳۔متن کے مشکل ونادر الفاظ کی تعریف ووضاحت

۴۔غیر معروف شخصیات وواقعات کا تعارف

۵۔محاورات واشعار کی تشریح

۶۔عبارات واقتباسات کا اصل حوالہ

۷۔متن کے کسی مقام یا عبارت پر تنقید وتبصرہ وغیرہ۔

حاشیہ لکھنے کی جگہ:۔

تین طریقے رائج ہیں۔

ا۔ ہر صفحہ کے دامن میں ۲۔ ہر باب یا فصل کے آخر میں ۳۔ مقالہ کے آخر میں۔ پہلی صورت میں زیادہ بہتر ہے۔

حوالہ دینے کا طریقہ:۔

متن سے حاشیہ کی طرف رہنمائی کے لیے مختلف طریقے رائج ہیں۔ مثلا نمبرز، اسٹارز، حروف ابجد وغیرہ مگر نمبر کا طریقہ زیادہ رائج ہے۔ اگر نمبرز کے ذریعے حوالہ دیا جائے تو اس کے تین طریقے ہیں۔

1۔ ہر صفحہ کے حوالے کے لیے الگ ترمیم

2۔ ہر فصل کے حوالہ جات کے لیے الگ ترمیم

3- مقالہ کے تمام حوالہ جات کے لیے مسلسل ترمیم

پہلا طریقہ زیادہ رائج ہے۔

حاشیہ میں درج کردہ امور:۔

بعض محققین مثلا عبد السلام ہارون وغیرہ تو کتب پر حاشیہ لگانے کو درست خیال نہیں کرتے مگر اکثر علماء نے کتب پر حاشیہ لگانے کو مفید قرار دیا ہے۔ حاشیہ میں درج ذیل امور ذکر کرنے پر علماء کا اتفاق ہے

ا۔ آیات و احادیث کی تخریج ۔۲۔ قرآن و حدیث کے مشکل الفاظ کی وضاحت ۔۳۔ متن کے مشکل و نادر الفاظ کی تعریف و وضاحت ۳۔ غیر معروف واقعات و مقامات کا تعارف ۵۔ محاورات اور اشعار کی تشریح ۶۔ عبارات اور اقتباسات کا اصل حوالہ ۷۔ متن کے کسی مقام یا عبارت پر تنقید و تبصرہ۔

حاشیہ میں مرجع ذکر کرنے کے عملی نمونے:۔

جب حاشیہ میں مرجع یا مصدر پہلی بار لکھا جائے تو اس کے بارے میں مکمل معلومات ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔

مئولف کا مشہور نام + مکتبہ کا نام + سن اشاعت + جلد نمبر + صفحہ نمبر

مثال:۔ المرغینانی، برہان الدین ابو الحسن علی بن ابو بکر (متوفی ۵۹۳ھ)

الھدایہ' لاہور، مکتبہ رحمانیہ، سن اشاعت ۲۰۱۶ ج ۳ ص ۱۵

ا۔ اگر مقالہ میں دوبارہ وہی مرجع ذکر کیا جائے تو صرف مئولف کا نام، کتاب کا نام، جلد نمبر، صفحہ نمبر لکھنا کافی ہے۔ جیسے مرغینانی، برہان الدین، الھدایہ، ج ۴ ص ۵۶

۲۔ اگر کسی کتاب کے دو مصنف ہوں تو حوالہ یوں لکھا جائے گا جیسے جلال الدین محلی، جلال الدین سیوطی = تفسیر جلالین

۳۔ اگر کسی کتاب کے دو سے زیادہ مصنف ہوں تو حوالہ یوں لکھا جائے گا جیسے ذکی سلیمان وآخرون / وزملاء

۴۔اگر کسی کتاب کا ترجمہ کیا گیا ہو تو یوں حوالہ دیا جائے گا جیسے جان سورون، الموت فی انظر الفکری الغربی، ترجمہ کامل یوسف حسین مراجعہ وتقدیم عبد الفتاح امام

۵۔اگر ایک مرجع کا دوبارہ لگاتار ذکر آئے تو یوں لکھا جائے جیسے المرجع السابق / المرجع نفسہ ص ۱۶۳ انگلش

۶۔اگر کسی مرجع کا کچھ فاصلے کے بعد دوبارہ ذکر آئے اور مقالہ میں مؤلف کی صرف ایک ہی کتاب کا حوالہ ہے تو اسے یوں لکھا جائے جیسے ملک خالد داد المرجع السابق ص 65

۷۔اگر اس مؤلف کی ایک ہی کتاب ہو اور صفحہ نمبر بھی وہی ہو تو یوں لکھا جائے ملک خالق داد، المرجع السابق نفس الصفحہ

۸۔اگر ایک مؤلف کی ایک سے زائد کتب کا مقالہ میں ذکر نہیں کیا گیا تو پھر مؤلف کے نام کے ساتھ مرجع کا ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے جیسے ملک خالق داد، منہج التحقیق والبحث، ص 92۔

مصادر و مراجع کی فہرست بنانے کا طریقہ:۔

مصادر و مراجع کی فہرست مقالہ میں بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔اس فہرست میں ان مصادر کا ذکر آنا چاہیے جن سے متعلق مقالہ نگار نے مقالہ لکھنے میں مدد لی ہو۔امانت دار محقق کے لیے ضروری ہے وہ صرف ان مصادر کا ذکر کرے جن سے اس نے واقعی استفادہ کیا ہو۔

مصادر و مراجع کی فہرست ہر باب کے آخر میں بھی ذکر کی جاسکتی ہے۔مگر مقالہ کے آخر میں ذکر کرنا زیادہ بہتر ہے۔

مصادر و مراجع کی ترتیب و درجہ بندی:۔

اس درجہ بندی کے لیے جامعات میں کئی طریقے رائج ہیں۔

۱۔مؤلفین کے نام کے حروف تہجی کے اعتبار سے ۲۔مصادر و مراجع کے نام کے حروف تہجی کے اعتبار سے

۳۔مؤلفین کتاب کے نام کا اعتبار کرتے ہوئے حروف تہجی۔مصادر و مراجع کی اہمیت و اولیت کے اعتبار سے جیسے کتب تفسیر پھر حدیث پھر فقہ کے اعتبار سے ۴۔کتب کے نام کا اعتبار کرتے ہوئے مصادر و مراجع کی اہمیت و اولیت کے اعتبار سے

۵۔مؤلفین کے سن وفات کی ترتیب کا اعتبار کرتے ہوئے

مصادر و مراجع کی فہرست میں ایک درجہ بندی زبان کے اعتبار سے بھی ہوتی ہے جیسے عربی کتب پھر فارسی پھر اردو پھر انگلش کتب مگر زیادہ بہتر درجہ بندی عربی کتب و غیر عربی کتب کے دو درجوں کے ذریعہ سے کی جاتی ہے

فہرست میں مراجع لکھنے کا طریقہ:۔

کسی کتاب کا ذکر کرنا ہو تو اولا مصنف کا مشہور نام پھر قومہ پھر ذاتی نام پھر بریکٹ میں سن وفات یا معاصر پھر ایک نقطہ پھر خط کشیدہ کتاب کا نام پھر نقطہ پھر مقام اشاعت پھر دو نقطے پھر ناشر کا نام پھر قومہ پھر سن اشاعت پھر نقطہ پھر جلد نمبر پھر قومہ پھر صفحہ نمبر پھر نقطہ۔

منہج البحث والتحقیق۔لاہور: آزاد بک ڈپو، 2003ء۔ج۱،ص۔۲۰۵ جیسے ملک، خالق داد (متوفی ۲۰۲۱ء)

اگر مصنف یا مکتبہ یا سن اشاعت کا معلوم نا ہو تو اس کی جگہ مجہول یا نامعلوم لکھ دیا جائے۔

فصل سادس:

مقالہ کی کمپوزنگ۔ تصحیح اور آخری کتابی شکل

الف۔ مقالہ کی کمپوزنگ کا فارمیٹ:۔

مقالہ کی کمپوزنگ سے پہلے یونیورسٹی سے کمپوزنگ فارمیٹ معلوم کرنا ضروری ہے۔ تاکہ ماہر کمپوزر اسی فارمیٹ پر مقالہ کمپوز کروایا جاسکے۔ بعض اوقات کمپوزر صفحات بڑھانے کے لیے فارمٹ سائز بڑھادیتے ہیں یا سطروں میں فاصلہ بڑھا دیتے ہیں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے ورنہ مقالہ ریجیکٹ بھی ہو سکتا ہے۔

مقالہ کے درجے کے لحاظ سے صفحات کی تعداد

ا۔ کلاس اسائنمنٹ کے لیے 5 تا 15 صفحات

۲۔ ایم۔ اے کے مقالہ کے لیے 75 تا 150 صفحات

۳۔ ایم۔ فل کے مقالہ کے لیے 200 تا 300 صفحات

۴۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کے مقالے کے لیے 300 سے 500 صفحات

پروف کی تصحیح

مقالے کی کمپوزنگ کے بعد سب سے اہم کام کمپوزنگ میں آنے والی غلطیوں کی تلافی کرنا ہوتا ہے۔ کمپوزنگ میں زیادہ غلطیاں آنے کی اکثر وجہ مقالہ نگار کی کمزور لکھائی ہوتی ہے۔ لہذا پروف کی تصحیح 2 یا 3 بار ضرور کی جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ کمپوزنگ کی غلطیاں مقالے کا حسن داغ دار کر دیتی ہیں۔ ان اغلاط سے محفوظ مقالہ پیش کرنا ہی مقالہ نگار کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

مقالہ کی آخری کتابی شکل

مقالہ عام طور پر درج ذیل 11 عناصر پر مشتمل ہوتا ہے۔

1۔ بیرونی صفحہ عنوان:۔ اس پر مقالہ جات، مشرف، یونیورسٹی، عنوان مقالہ وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔

2۔ اندرونی صفحہ عنوان:۔ بیرونی صفحہ عنوان کی طرح ایک اندرونی صفحہ عنوان بھی ہوتا ہے۔

3۔ انتساب:۔ کسی بزرگ ہستی وغیرہ کی طرف خوبصورت الفاظ میں اپنے مقالہ کو منسوب کیا جاتا ہے۔

4۔ اظہار تشکر:۔ ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے جن کی مدد سے یہ مقالہ پایہ تکمیل کو پہنچا ہے۔

5۔ مقدمہ:۔ موضوع کا تعارف، موضوع کی اہمیت، فرضیہ تحقیق، اہداف تحقیق، منہج تحقیق، ابواب و فصول وغیرہ۔ مقدمہ سے پہلے صفحہ نمبر وغیرہ نہیں لکھا جاتا اور مقدمہ کے صفحات کے لیے ابجد نمبرز کا استعمال کیا جاتا ہے باقاعدہ صفحہ نمبر کا آغاز باب اول سے ہوتا ہے۔

6۔ بنیادی موضوع مقالہ ابواب فصول:۔ مقالہ کے لیے کتنے ابواب و فصول ہوں اس کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے بلکہ موضوع کے مطابق ہی ابواب و فصول کی تقسیم کاری کی جاتی ہے۔ البتہ ابواب و فصول میں باہمی ربط و تسلسل اور توازن ہونا ضروری ہے۔

7۔خلاصہ تحقیق نتائج وسفارشات:۔ کبھی ہر باب کے آخر میں اس باب کا خلاصہ لکھا جاتا ہے وگرنہ تمام ابواب کے بعد مکمل ابواب کا ایک ساتھ خلاصہ لکھا جاتا ہے ۔اور پھر اس خلاصے کے بعد مقالے سے حاصل ہونے والے نتائج کا ذکر کیا جائے ۔اور اس کے بعد سفارشات کا ذکر کیا جائے۔سفارشات میں وہ باتیں ذکر کی جاتی ہیں جن پر مقالہ نگار کسی وجہ سے کام نہیں کر سکا مگر وہ موضوع مقالہ سے متعلقہ ہے اور مقالہ نگار آنے والے محققین کو اس بات کی دعوت دیناچاہتا ہے کہ وہ یہ کام کریں۔

8۔ملحقات اور ضمیمے:۔اس میں ایسی چیزیں ذکر کی جاتی ہیں جن کا مقالہ کے ساتھ تعلق ہوتا ہے جیسے نقشہ جات،اہم خطوط اور تصاویر وغیرہ۔

9۔فہارس فنیہ:۔ قرآنی آیات،احادیث،اماکن،اعلام،اشعار،تعریفات وغیرہ جن کا ذکر مقالے میں ہوا ہے ان کی الگ الگ فہرست ذکر کی جاتی ہے کہ جس میں صفحہ نمبر بھی لکھا ہوتا ہے تاکہ اس آیت یانام تک صفحہ نمبر کے ذریعہ سے رسائی ہوسکے۔

10۔مصادر ومراجع کی فہرست:۔جو کتب اور مصادر مقالے میں استعمال ہوئے ان کی مکمل تفصیل کے ساتھ فہرست۔

11۔فہرست موضوع:۔عربی مقالہ جات میں عموما یہ فہرست مقالہ میں سب سے آخر میں ہوتی ہے مگر اس فہرست کا مقدم ہونا زیادہ بہتر قرار دیا گیا ہے۔

ملحق نمبر2:

رسم الخط۔رموز اوقاف۔اختصارات

عربی رسم الخط:۔

عربی لکھنے کے لیے 6بڑے خطوط ہیں۔۔۔ا۔ ثلث۔۲۔نسخ۔۳۔فارسی۔۴۔رقعہ۔۵۔دیوانی ۶۔کوفی۔

ثلث = کتابوں کے ٹائٹل کے لیے ۲۔رقعہ = طلبہ کی تعلیم کے لیئے ۳۔نسخ = تحقیقات اور قرآن کریم کے لیے جبکہ باقی خطوط خوبصورتی کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

رموز اوقاف اور ترمیم:۔

.۔نقطہ

۔جملہ کے اختتام پر لگایا جاتا ہے۔

(:)۲۔دو عمودی نقطے:۔

قول اور مقولہ کے درمیان، مقسم اور تقسیم کے درمیان، مجمل اور تفصیل کے درمیان، معرف اور تعریف کے درمیان

۳۔فاصلہ،۔ منادی کے بعد، دو معطوفہ جملوں کے درمیان، مختلف اماکن کے درمیان، انواع یا اقسام کے درمیان، قسم اور جواب قسم کے درمیان

۴۔فاصلہ منقوطہ:؛

دو ایسے جملوں کے درمیان آتا ہے جن میں ایک دوسرے کا سبب ہو۔

۵۔علامت استفہام: ؟

سوالیہ جملے کے اختتام پر آتا ہے۔

:اظہار تعجب کے لیے، کسی بات پر ابھارنے کے لیے۔دعا استعانت فریاد،خوشی،غمی تمنی،ترجی کے بعد آتا ہے"!" ۔علامت تعجب

۷۔علامت شرطہ "۔"

سطر کے شروع میں نمبر شماری کے لیے نمبرز کے بعد جیسے "1۔2۔"اولا۔ثانیا۔"

۸۔دوشرطیں "۔۔"

ان دونوں کے درمیان جملہ معترضہ ذکر کیا جاتا ہے۔

9()۔ چھوٹی قوسین عبارت کی زبان کے علاوہ دوسری زبان میں تشریح کرنے کے لیے یا مختصر دعائیہ جملہ کے لیئے۔

{}: ۔بڑی قوسین کسی اقتباس کے درمیان تشریح کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

10۔علامت حذف:۔ وہ تین نقطے جو عبارت کے آخر میں لگائے جاتے ہیں اشارہ ہو جائے کہ عبارت مزید حذف ہے

اختصارات:۔بعض دفعہ مختلف کتب میں اختصارات ذکر کیے جاتے ہیں

چند مشہور یہ ہیں؛۔

الخ = الی آخرہ ۔انا = اخبرنا۔ ثناء = حدثنا۔ ج = جلد۔/ جواب۔ س = سوال۔ المص = المصنف۔ مص = مصنف ۔م = متوفہ ۔

فخ = فحینئذ۔

فلانم = فلانسلم۔ ھ = تاریخ ہجری ۔ق،م = قبل المیلاد ۔اہ = انتہی۔حف = ھذا خلف ۔ش = شرح۔ مم = ممنوع۔

بعض مصنفین اپنی کتب کی الگ الگ اختصارات استعمال فرماتے ہیں اس کے لیے ان کتب کا مطالعہ ضروری ہے۔

ملحق نمبر3:

عربی تحریر و کتابت کے بنیادی قواعد

ہمزہ قطعی:۔

ہمزہ قطعی کبھی حذف نہیں ہوتا ہمیشہ اس کا تلفظ کیا جاتا ہے اور یہ "اَ" لکھا جاتا ہے ہمزہ قطعی درج ذیل مقامات پر لکھا جاتا ھے

ا۔اسماء کے شروع میں جیسے امام، احمد وغیرہ مگر ان اسما کا ہمزہ وصلی ہوتا ھے جیسے اسم، ابن، امراۃ، امراء وغیرہ۔ ۲۔ حروف کے شروع میں جیسے الی، ،ان وغیرہ ۳۔چار حرفی ماضی، امر، مصدر کے شروع میں جیسے اکرام، اکرم، اکرِم ۴۔ مضارع کے شروع میں۔ جیسے افتحُ

۵۔ماضی ثلاثی مجرد کے شروع میں جیسے اکل

نوٹ:۔ ہمزہ قطعی کو الف مہموز کی صورت میں لکھا جاتا ہے اگر اس پر ضمہ یا فتحہ ہو تو الف کے اوپر ہمزہ اور اگر کسرہ ہو تو الف کے نیچے ہمزہ لکھا جاتا ہے جیسے لأنُ، فإن،۔ ہمزہ وصل ہمیشہ بغیر ہمزہ کے الف کی صورت میں لکھ جاتا ہے جیسے اشکر۔

ہمزہ وصلی:۔

ہمزہ وصل ابتدائے کلام میں لکھا اور بولا جاتا ہے مگر درمیان کلام میں صرف لکھا جاتا ہے بولا نہیں جاتا ہے اور الف پر ہمزہ کا نشان بھی نہیں دیا جاتا ہے جیسے افتتح الکتاب۔

ہمزہ وصل درج ذیل جگھوں پر آتا ہے۔

ا۔ ثلاثی کا فعل امر ۲۔ پانچ حرفی ماضی، امر اور مصدر کے شروع میں جیسے اجتنب ۳۔ چھ حرفی ماضی، امر اور مصدر کے شروع میں جیسے استنفر

ہمزہ قطعی اور ہمزہ وصلی کی پہچان:۔ ہمزہ والے لفظ سے پہلے واو یا فا لگا کر پڑھیں اگر ہمزہ گر جائے تو وصلی نہیں تو قطعی جیسے واکرم، واجتنب

لفظ کے شروع میں الف:۔ ا۔ لفظ اسم کا الف صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم میں گرتا ہے باقی جگہ نہیں گرتا ہے جیسے باسم الحق

۲۔ لفظ ابن کا الف تب گرتا ہے جب یہ دو ناموں کے درمیان آئے جیسے محمد بن ابراہیم ۳۔ ال کا الف کتابت میں حرف جر کے بعد گرتا ہے ورنہ نہیں گرتا جیسے للحق، بالحق

لفظ کے درمیان آنے والے ہمزہ کی کتابت:۔ ا۔ ہمزہ جب ساکن ہو:۔ ماقبل حرف کی حرکت کے مطابق حرف علت پر ہمزہ لکھا جائے گا جیسے رأس، بئر، سؤر۔ ۲۔ ہمزہ جب مکسور ہو:۔ ہمزہ درمیان میں مکسور ہو تو یاء پر لکھا جائے گا ۳۔ ہمزہ جب مضموم ہو تو واو پر لکھا جائے گا جیسے یؤم

۴۔ ہمزہ جب مفتوح ہو تو ماقبل حرف کی حرکت کے مطابق لکھا جائے گا جیسے سأل، فئۃ،

لفظ کے آخر میں آنے والے ہمزہ کی کتابت:۔ ا۔ اگر ہمزہ سے ماقبل حرف متحرک ہو تو ماقبل کی حرکت کے مطابق حرف پر ہمزہ لکھا جائے گا جیسے یبدأُ، یستھزئُ، ۲۔ اگر ہمزہ سے ماقبل ساکن ہو تو ہمزہ کو الگ لکھا جائے گا جیسے جزء شیء۔ ۳۔ اگر ہمزہ پر نصب کی تنوین ہو تو الف کے ساتھ لکھا جائے گا جیسے شیأ۔

الف لین کو لکھنے کے قواعد:۔ ا۔ الف لین اگر حروف کے آخر میں آجائے تو چار الفاظ کے علاوہ الف سے ہی لکھا جائے گا وہ چار یہ ہیں الی بلی علی حتی

۲۔ الف لین اگر افعال میں آجائے تو ا۔ ثلاثی مجرد میں ی کے ساتھ جیسے مضی ہاں اگر اصل واو ہو تو الف کے ساتھ جیسے سما ۲۔ ثلاثی مجرد کے علاوہ ہمیشہ الف کے ساتھ ہی لکھا جائے گا جیسے استحیا۔ ۳۔ الف لین اگر اسما میں آجائے تو ا۔ ثلاثی معرب میں الف کے ساتھ جیسے العصا ہاں اگر اصل ی ہو تو ی کے ساتھ الفتی ۲۔ ثلاثی کے علاوہ میں عربی اسماء ی کے ساتھ لکھے جائیں گے جیسے مصطفی اور عجمی تین حرف سے زائد میں الف کے ساتھ لکھا جائے گا سوائے ان چار جگھوں کے۔۔ کسری موسی عیسی نجاری۔

ملحق نمبر 4:

اسلامی و ادبی مصادر

تفسیر اور علوم قرآن:۔

ا۔(تفسیر ماثور کے اہم مصادر)

1۔ **جامع البیان عن تاویل آی القرآن:۔** تفسیر طبری۔ابو جعفر محمد بن جریر الطبری۔(م310ھ

یہ تفسیر ماثور میں قدیم ترین اور معتبر ہے اس میں دقیق علمی استنباط، توجیہ اقوال وغیرہ کے نمونے ملتے ہیں۔امام نووی فرماتے ہیں کہ امت کا اجماع ہے کہ اس جیسی تفسیر آج تک نہیں لکھی گئی۔

2۔ **معالم التنزیل۔** تفسیر بغوی۔ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد فراء بغوی۔(م510ھ۔)

امام خازن نے اس کو انتہائی مسند اور عمدہ قرار دیا ہے صحیح ترین اقوال پر مشتمل ہے۔موضوعات سے خالی ہے

3۔ **تفسیر القرآن العظیم۔** تفسیر ابن کثیر۔ابو الفداء اسماعیل بن عمرو بن کثیر۔(م774ھ۔)

یہ آیات و احادیث و اقوال صحابہ کا مجموعہ ہے۔اس میں صحیح اقوال کی ترجیح بمع دلائل بیان کی گئی ہے

4۔ **الدر المنثور فی التفسیر بالماثور۔** تفسیر سیوطی۔ جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر سیوطی۔(م911ھ

علامہ سیوطی نے صحاح ستہ وغیرہ سے منقول روایات کو لیا ہے۔یہ صحیح طور پر ماثور تفسیر ہے مگر صحیح اور ضعیف روایات کا اعتبار نہیں رکھا گیا۔

ب۔(تفسیر بالرائے کے اہم مصادر)

1۔ **الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل۔** تفسیر کشاف۔ابو قاسم محمود بن عمر زمخشری۔(م538ھ۔)

معتزلہ کی مشہور ترین تفسیر ہے۔علم بلاغت، و معانی، لغت، ادب صرف، نحو، پر خوبصورت تفسیر ہے۔سورتوں کے فضائل پر ذکر کردہ اکثر احادیث ضعیف یا موضوع ہیں۔

2۔ **البحر المحیط۔** اثیر الدین ابو حیان محمد بن یوسف بن علی۔م745ھ۔)

قرآن کریم کے وجوہ اعراب پر شاندار تفسیر ہے۔وجوہ قرآت، شان نزول، لغوی و نحوی ابحاث کا خوب ذکر کیا ہے۔

3۔ **مفاتیح الغیب۔** تفسیر کبیر۔ فخر الدین محمد بن عمر بن حسین الرازی۔(م606ھ۔)

یہ سب سے ضخیم تفسیر بالرائے ہے۔علوم عقلیہ و نقلیہ کی جامع ہے۔فلاسفہ کا رد بلیغ کیا گیا ہے۔امام رازی یہ تفسیر مکمل نہ کر پائے تھے پھر کسی عالم نے اس کو مکمل کیا ہے مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ امام رازی نے کہاں تک لکھا ہے۔یہ 32 جلدوں میں شائع ہے۔

4۔ **فتح القدیر فی الجمع بین الروایہ والدرایہ فی التفسیر۔** محمد بن علی بن محمد شوکانی۔(م1250ھ۔)

شوکانی نے بعض مسائل میں اجتہاد سے کام لیا ہے انداز یہ ہے کہ آیات کے بعد عقلی تفسیر، مفسرین کے اقوال، پھر قرات و لغوی و نحوی ابحاث اور مختلف فقہی مسالک کے دلائل وغیرہ ذکر کر کے راجح قول بیان کرتے ہیں۔ 5 جلدوں میں شائع ہے۔

5۔ **محاسن التاویل**۔ تفسیر قاسمی۔ شیخ محمد جمال الدین قاسمی۔ (م1914ھ۔)

یہ تفسیر قیمتی فوائد پر مشتمل ہے اور نایاب تحقیقات کی جامع ہے۔ 17 جلدوں میں مطبوعہ ہے۔

6۔ **فی ظلال القرآن**۔ سید قطب۔ (م1966ھ۔)

یہ تفسیر نئی جہت اور جدید منہج کی حامل ہے، سورتوں اور آیات کے ربط کو واضح کیا گیا ہے معاشرتی اصلاح کا انداز اپنایا گیا ہے۔ اور دقیق ابحاث سے گریز کیا گیا ہے۔ 30 جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

7۔ **التفسیر الحدیث**۔ محمد عزہ دروزہ۔

ترتیب نزولی کے اعتبار سے تفسیر کو لکھا ہے پہلے سورہ علق پھر قلم پھر مزمل وغیرہ۔ پہلے مکی سورتوں پھر مدنی سورتوں کی تفسیر کی گئی ہے۔ منہج یہ ہے کہ پہلے سورت کا مختصر تعارف پھر شان نزول پھر کئی آیات کا مجموعہ ذکر کر کے اکٹھی تفسیر بیان کرتے ہیں لغوی و فقہی احکام ذکر کرتے ہیں ۔12 جلدوں میں شائع ہے۔

ج۔ (فقہی تفسیر کے اہم مصادر)

1۔ **احکام القرآن**۔ جصاص۔ (م370ھ۔)

اس میں صرف فقہی احکام والی آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ اختلاف فقہاء اور دلائل کا بیان کیا ہے۔ 3 جلدوں پر مشتمل ہے۔

2۔ **احکام القرآن**۔ نیشاپوری۔ حافظ ابو بکر احمد بن حسین شافعی نیشاپوری۔ (م458ھ۔)

فقہ شافعی پر خاص تفسیر ہے۔ 2 جلدوں پر مشتمل ہے۔

3۔ **احکام القرآن**۔ ابن العربی۔ ابو بکر بن محمد عبد اللہ اندلسی مالکی۔ (م543ھ۔)

آیت کو ذکر کر کے مسائل کی تعداد ذکر کر کے احکام بیان کرتے ہیں۔ اسرائیلیات سے پاک ہے۔ 20 جلدوں میں ہے۔

4۔ **الجامع لاحکام القرآن**۔ تفسیر قرطبی۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی (م671ھ۔)

اسباب نزول، قرآت، وجوہ اعراب، احادیث و احکام کو ذکر کیا گیا ہے۔ انداز نہایت نرم اور علمی ہے، فقہی مسالک کا بیان بھی کیا گیا ہے ۔20 جلدوں پر ہے۔

د۔ (علوم قرآن کے اہم مصادر)

1۔ **البرھان فی علوم القرآن**۔ امام بدر الدین محمد بن عبد اللہ زرکشی۔ (م794ھ۔)

مصنف نے علوم القرآن پر ایک جامع کتاب لکھی ہے۔ جو سابقہ کتب کا خلاصہ اور ان پر اضافہ ہے یہ کتاب 47 انواع پر مشتمل ہے جو مختلف علوم قرآن پر محیط ہیں۔ 4 جلدوں میں شائع ہو چکی ہے

2۔ **الاتقان فی علوم القرآن** ۔ جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر سیوطی۔ (م911ھ۔) کتاب کو 80 انواع پر تقسیم کیا گیا ہے۔ 2 جلدوں میں شائع ہے

3۔ **التبیان لبعض المباحث المتعلقہ بالقرآن علی طریق الاتقان**۔ شیخ طاہر جزائری۔(م1338ھ۔)

علوم قرآن کی ضروری ابحاث کو جمع کر دیا گیا ہے ایک جلد پر مشتمل ہے۔

4۔ **مناھل العرفان فی علوم القرآن**۔ شیخ محمد عبد العظیم زرقانی۔

قرآنی علوم بالخصوص سات حروف پر نزول قرآن پر تفصیلی بحث فرمائی۔ ۲ جلدوں پر مشتمل ہے۔

5۔ **المدخل لدراسۃ القرآن الکریم**۔ ڈاکٹر ابو شہبہ۔

قرآنی علوم بالخصوص قرآن پر شبہات کے جوابات دیے گئے ہیں۔ ایک جلد پر محیط ہے۔

6۔ **مباحث فی علوم القرآن**۔ ڈاکٹر صبحی صالح۔ اس میں بھی اشکالات کے جوابات دیے گئے ہیں۔ 1 جلد۔

7۔ **اسباب نزول**۔ امام علی بن احمد واحد نیشا بوری۔(م468ھ۔) اسباب نزول پر قدیم کتاب ہے۔ 1 جلد۔

8۔ **لباب النقول فی اسباب النزول**۔ علامہ جلال الدین سیوطی۔ 1 جلد۔

9۔ **حرز الامانی فی القرات السبع**۔ ابو قاسم بن فیرہ اندلسی۔(م590ھ۔) فن تجوید و قرآت پر قدیم کتاب ہے۔

10۔ **النشر فی القرآت العشر**۔ ابو لخیر محمد دمشقی۔(م823ھ۔) قرآت عشرہ پر کامل کتاب ہے۔

11۔ **التبیان فی آداب جملۃ القرآن**۔ ابو ذکریا یحی بن شرف نووی۔(م676ھ۔) آداب قرآن پر جامع کتاب ہے۔

ر۔(مطالعہ قرآن سے متعلق اہم مصادر)

1۔ **اعجاز القرآن**۔ قاضی ابو بکر بن محمد طیب باقلانی۔(م403ھ۔) اعجاز قرآن سے متعلق اہم کتاب ہے۔

2۔ **اعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ**۔ مصطفی صادق رافعی۔(م1356ھ۔)

3۔ **تاویل مشکل القرآن**۔ عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ۔ م276ھ۔) 4۔ تنشابہ القرآن۔ قاضی عبد الجبار بن احمد معتزلی۔(م415ھ۔)

5۔ **دفع ایہام الاضطراب عن آیات الکتاب**۔ شیخ محمد امین جکنی۔

6۔ الجمان فی تشبیہات القرآن۔ ابو قاسم عبد اللہ بن محمد۔(م485ھ)

7۔ **الاکلیل فی المتشابہ والتاویل**۔ تقی الدین احمد بن ابن تیمیہ۔(م728ھ۔) 8۔ التبیان فی اقسام القرآن۔ ابن القیم الجوزیہ۔ م751ھ

9۔ **امعان فی اقسام القرآن**۔ عبد الحمید الفراسی۔

10۔ **القرآن ینبوع العلوم والعرفان**۔ علی فکری۔ جدید علوم پر مشتمل آیات کی تفسیر

11۔ **التصویر الفنی فی القرآن**۔ سید قطب

12 ۔ **القرآن والعلوم العصریہ**۔ شیخ طنطاوی جوہری،(م1358ھ۔)

13۔ **المصطلحات الاربعہ فی القرآن**۔ سید ابو الاعلی مودودی

14۔ **القرآن والعلم الحدیث**۔ عبد الرزاق نوفل

15۔ **النبا العظیم**، ڈاکٹر محمد عبد اللہ دراز۔(م1958ھ۔) جدید علوم و نظریات پر مشتمل تفسیر ہے۔۔

16۔ **احسن الحدیث**۔ ڈاکٹر محمد سعید رمضان بوطی۔ قرآن کے علمی و ادبی افادات پر مشتمل ہے۔

17۔ **القرآن الکریم واثرہ فی الدراسات النحویہ**۔ڈاکٹر عبد العال سالم،۔ نحوی نظریات پر مشتمل ہے۔

18۔ **متشابہ القرآن**۔ڈاکٹر عدنان زرزور

19۔ **التعریف بالقرآن والحدیث**۔ شیخ محمد زفزاف۔ قرآن وحدیث پر خوب کلام کیا ہے۔

حدیث اور علوم حدیث:۔

ا۔(حدیث کی مشہور کتابیں اور ان کی شروحات)

1۔ **صحیح البخاری**۔ الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ۔ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری 256 (مھ یہ حدیث صحیح میں پہلی تصنیف ہے۔ فقہی ترتیب پر احادیث کو جمع کیا گیا ہے ترجمہ کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔اس کے سب سے زیادہ شروحات اور حواشی لکھے گئے ہیں۔

2۔ **صحیح مسلم**۔ابو حسین مسلم بن حجاج قشیری۔(م۔261ھ۔)

ابواب فقہ پر کتاب کو ترتیب فرمایا ہے تین لاکھ احادیث سے منتخب فرمایا ہے۔مگر تمام صحیح احادیث جمع کرنے کا التزام نہیں کیا گیا۔

3۔ **سنن ابی داود**۔ امام سلیمان بن اشعث سجستانی۔(م275ھ۔)

ابواب فقہ پر ترتیب فرمایا ہے۔اس میں صرف حدیث صحیح کا التزام نہیں ہے بلکہ حسن وغیرہ احادیث بھی ذکر کی ہیں۔

4۔ **سنن نسائی**۔ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی۔(م303ھ۔)ابواب فقہ پر ترتیب فرمایا ہے سب سے کم ضعیف احادیث والی کتابوں میں سے ہے۔

5۔ **سنن ترمذی**۔ ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورۃ الترمذی۔(م279ھ۔)

ابواب فقہ پر ترتیب دیا ہے کتاب کو۔ صحیح، حسن، ضعیف وغریب احادیث کا مجموعہ ہے۔اور کسی کسی حدیث پر کلام بھی فرمایا ہے۔

6۔ **سنن ابن ماجہ**۔ ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ۔(م273ھ۔)

ابواب فقہ پر ترتیب فرمایا ہے۔اور ہر طرح کی احادیث کا مجموعہ ہے کئی احادیث ایسی ہیں جو صحیحین اور سنن وغیرہ میں نہیں ہیں۔

7۔ **مئوطا امام مالک**۔ ابو عبد اللہ مالک بن انس بن مالک۔(م 179ھ۔) آپ کے شیوخ میں ابن شہاب زہری اور تلامذہ میں امام شافعی معروف ہیں۔امام مالک نہایت متقی اور عاشق تھے۔ مئوطا کو ابواب فقہ پر ترتیب فرمایا اور مرفوع اور موقوف احادیث جو کہ ایک لاکھ تھیں ان میں منتخب فرمایا، انداز یہ ہے کہ پہلے عنوان قائم فرماتے ہیں پھر احادیث ذکر کرتے ہیں۔امام شافعی کے نزدیک کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب موطا ہے۔

8۔ **مصنف عبد الرزاق**۔ ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام۔(م 211ھ۔) آپ کے شیوخ میں امام مالک، سفیان بن عیینہ جبکہ تلامذہ میں امام احمد بن حنبل ،اور اسحاق بن راہویہ مشہور ہیں۔ یہ کتاب بھی ابواب فقہ پر مرتب ہے۔ صحابہ اور تابعین کے اقوال ہی ذکر کیے گئے ہیں۔

9۔ **مسند امام احمد بن حنبل**۔ ابو عبد اللہ احمد بن محمد حنبل۔(م241ھ۔) آپ کے شیوخ میں امام شافعی، سفیان بن عیینہ جبکہ تلامذہ میں امام بخاری اور مسلم شامل ہیں۔احادیث کو راوی صحابہ کرام کے ناموں کی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے۔50700احادیث سے منتخب کر کے 30000احادیث نقل کی گئی ہیں۔ ہر مرتبہ کی احادیث جمع کی گئی ہے۔

ب۔(امھات الکتب سے اخذ کردہ کتب احادیث)

1۔**شرح السنۃ**۔ حسین بن مسعود الفراء بغوی۔(م516ھ۔)اس کتاب میں صحاح، سنن، مسانید، معاجم، اور اجزاء سے قابل حجت احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے۔امام بغوی نے اس کو ابواب علم پر مرتب فرمایا ہے۔اور جگہ جگہ علماء کے دلائل کو بھی ذکر فرمایا۔اور غریب الفاظ کی تفسیر بھی کی ہے۔پانچ جلدوں میں مطبوعہ ہے۔

2۔**جامع الاصول من احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم**۔ابو سعادات مبارک بن محمد اثیر جزری۔(م606ھ۔)صحاح ستہ کے علاوہ ابن ماجہ کا انتخاب کیا گیا ہے اور سند میں صرف صحابی کے نام پر اکتفا کیا گیا ہے۔ابواب فقہ پر مرتب ہے۔اور پھر حروف تہجی پر ترتیب دی گئی ہے۔جیسے پہلے کتاب الایمان ہے تو آخری کتاب الیمین ہے۔12 جلدوں میں مطبوعہ ہے۔

3۔**الترغیب والترہیب**۔ شیخ زکی الدین عبد العظیم المنذری(م665ھ۔)صرف ترغیب وترھیب والی احادیث ذکر کی گئی ہیں۔اور سند میں صرف صحابی کا نام ہے۔پانچ جلدوں میں مطبوعہ ہے۔

4۔**ریاض الصالحین**۔ابو زکریا محی الدین یحی بن شرف النووی۔(م672ھ۔) صحیح احادیث کا التزام کیا گیا ہے۔مختلف ابواب کی احادیث ہیں۔ایک جلد میں شائع ہے۔

5۔**مجمع الزوائد ومنبع الفوائد**۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی۔م807ھ۔)اس میں مسند امام احمد، ابو یعلی، مسند بزاز، اور طبرانی کی زوائد کو جمع کیا گیا ہے۔

6۔**جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد**۔ محمد بن محمد سلیمان السوسی۔(م1094ھ۔)اس میں مجمع الزوائد اور ابن اثیر کی جامع الاصول اور ابن ماجہ اور دارمی کی زوائد کو جمع کیا گیا ہے۔

7۔**التاج الجامع للاصول**۔ شیخ منصور بن علی ناصف۔ان پانچ کتب کی احادیث کو اسناد حذف کر کے جمع کیا ہے۔بخاری، مسلم، ابو داود، نسائی، ترمذی، اور احادیث کو چار اقسام پر تقسیم کیا ہے۔

ج۔(احادیث کے اہم مصادر)

1۔**العمدۃ فی الاحکام فی معالم الحلال و الحرام عن خیر الانام محمد علیہ الصلاۃ والسلام**۔ تقی الدین عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسی حنبلی۔(م600ھ۔)بخاری اور مسلم کی فقہی احادیث کو جمع کیا ہے۔

2۔**احکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام**۔ تقی الدین ابن دقیق العید۔(م702ھ۔)یہ العمدۃ کی شرح ہے۔

3۔**المنتقی من اخبار المصطفی**۔ابو البرکات مجدد الدین عبد السلام ابن تیمیہ۔(م653ھ۔)یہ بخاری، مسلم، مسند احمد اور سنن اربعہ سے اخذ کی گئی احادیث احکام ہیں۔دو جلدوں پر ہے

4۔**بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام**۔احمد بن علی حجر العسقلانی۔(م852ھ۔)اس میں 1516 فقہی احادیث ہیں۔

5۔**سبیل السلام شرح بلوغ المرام**۔محمد بن اسماعیل بن صلاح صنعانی۔(م1152ھ۔)مذاہب اربعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

6۔**نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار**۔(م1255ھ۔)یہ ابن تیمیہ کی کتاب المنتقی کی شرح ہے۔ فقہی احکام ومذاہب وابحاث کا خوب ذکر کیا گیا ہے۔

7۔**الموجز فی احادیث الاحکام**۔ڈاکٹر عجاج الخطیب۔اس میں فقہی ابواب کی احادیث جمع کی گئی ہیں،

د۔(الفاظ احادیث کی مشہور معاجم)

1۔ **الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر**۔ جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر سیوطی۔(م911ھ۔) حروف تہجی کی ترتیب پر تیس کتابوں سے دس ہزار احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔

2۔ **ذخائر المواریث فی الدلالۃ علی مواضع الحدیث**۔ عارف باللہ عبد الغنی نابلسی۔(م1143ھ۔) اس میں سات کتب کی احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابو داود، موطا۔

3۔ **مفتاح کنوز السنۃ**۔ اس کو انگلش میں ڈاکٹر اے۔ جے ونسنک نے تحریر کیا تھا۔ اس کا عربی ترجمہ عبد الباقی نے کیا ہے۔

4۔ **المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی**۔ مستشرقین کی ایک جماعت نے تحریر کیا ہے۔ اس میں صحاح ستہ، موطا، مسند احمد، اور دارمی کی احادیث کو حروف تہجی کی ترتیب سے جمع کیا گیا ہے۔

5۔ **کنزل العمال فی سنن الاقوال والافعال**؛ علاء الدین علی متقی ھندی۔(م975ھ۔) جامع الصغیر اور جامع الکبیر کی احادیث کو فقہی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے۔

ھ۔(احادیث مشہورہ کی اہم تالیفات)

1۔ **المقاصد الحسنہ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتھرۃ علی السنۃ**۔ محمد بن عبد الرحمن سخاوی۔(م902ھ۔) احادیث مشہورہ حروف تہجی کی ترتیب پر مذکور ہیں۔

2۔ **کشف الخفاء ومزیل الباس عما اشتہر من الاحادیث علی السنۃ الناس**۔ شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی۔(م1162ھ۔) حروف تہجی پر احادیث مشہورہ مذکور ہیں۔ دو جلدوں پر ہے۔

و۔(موضوع احادیث کے بارے میں اہم کتب)

1۔ **تذکرۃ الموضوعات**۔ ابو الفضل محمد بن طاہر مقدسی۔(م507ھ۔) حروف تہجی پر احادیث ذکر کی ہیں۔

2۔ **اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعہ**۔ جلال الدین سیوطی۔(م911ھ۔) ابواب فقہ پر موضوع احادیث کو مرتب کیا ہے۔ 2 جلدوں میں ہے۔

3۔ **المصنوع فی معرفۃ الموضوع**۔ ملا علی قاری۔(م1014ھ۔) اس کو الموضوعات الصغری بھی کہا جاتا ہے۔

ز۔(اختلاف حدیث پر لکھی گئی مشہور کتب)

1۔ **تاویل مختلف الحدیث**۔ حافظ عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری۔(م276ھ۔) منکرین حدیث کا رد کیا گیا ہے۔ اور حدیث کے ظاہری تعارض کو دور کیا گیا ہے۔

2۔ **مشکل الآثار**۔ فقیہ احمد بن محمد الطحاوی۔(م321ھ۔) ایک جلد میں مطبوعہ ہے۔

3۔ **مشکل الحدیث وبیانہ**۔ ابو بکر محمد بن حسن ابن فورک۔(م406ھ۔) ایک جلد میں مطبوعہ ہے۔

ح۔(ناسخ الحدیث و منسوخہ کی اہم کتب)

1۔ **الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار**۔ ابو بکر محمد بن موسی ھمدانی۔(م584ھ۔) ابواب فقہ پر مرتب ہے۔نسخ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اصول ترجیح بھی بیان کیے ہیں۔

ط۔(احادیث کے اسباب ورود کے بارے میں اہم کتاب)

1۔ **البیان التعریف فی اسباب ورود الحدیث الشریف**۔ سید ابراھیم بن کمال الدین ابن حمزہ۔(م1120ھ۔) حروف تہجی پر مرتب کیا گیا ہے۔

ی۔(الفاظ غریبہ اور لغوی اور نحوی تحقیق پر اہم کتب)

1۔ **الفائق فی غریب الحدیث**۔ ابو القاسم جار اللہ محمد بن عمر زمخشری۔(م538ھ۔)3 جلدوں پر ہے۔

2۔ **النھایہ فی غریب الحدیث و الاثر**۔ مجد الدین ابو السعادات ابن اثیر الجزری۔(م606ھ۔) حروف تہجی پر مرتب ہے۔مادہ اصل اور کئی اہم فوائد ذکر کیے گئے ہیں۔

3۔ **اعراب الحدیث النبوی**۔ ابو البقاء عبد اللہ بن حسین عبکری۔(م616ھ۔) ابن جوزی کی جامع المسانید کی تدریس کے دوران املاء کے فوائد پر مشتمل ہے۔

ک۔(علل حدیث پر اہم کتب)

1۔ **کتاب علل حدیث**۔ عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی۔(م327ھ۔) علل پر سب سے جامع کتاب ہے۔اس میں احادیث کی تعداد 2840 ہے۔

ل۔(رواۃ کے بارے میں اہم کتاب)

1۔ **تذکرۃ الحفاظ**۔ حافظ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی۔(م748ھ۔) راویوں کے صحابہ کے مابعد تک گیارہ طبقات ذکر کیے ہیں۔چار جلدوں میں ہے۔

2۔ **تھذیب التھذیب**۔ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی۔(م852ھ۔) حروف تہجی پر ترتیب ہے۔جامع کتاب ہے۔بارہ جلدوں میں ہے۔

م۔(جرح وتعدیل کے اہم مصادر)

1۔ **الضعفاء**۔ محمد بن اسماعیل بخاری۔(م256ھ۔) حروف تہجی پر ترتیب ہے۔اختصار کے ساتھ ضعیف راویوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

2۔ **کتاب الضعفاء المتروکین**۔ امام احمد بن شعیب نسائی۔(م303ھ۔) حروف تہجی پر ترتیب ہے۔ضعفاء کا ذکر کیا گیا ہے۔ایک جلد میں ہے۔

3۔ **الجرح والتعدیل**۔ عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی۔(م327ھ۔) جامع ترین کتاب ہے۔9 جلدوں میں ہے۔

4۔ **میزان الاعتدال**۔ شمس الدین محمد بن احمد الذھبی۔(م748ھ۔) حروف تہجی پر ہے۔اس کتاب میں 11050 راویوں کے احوال ہیں۔چار جلدوں میں ہے۔

5۔ **لسان المیزان**۔ ابن حجر عسقلانی۔(م852ھ۔) صرف ان حضرات کا ذکر ہے جن کا ذکر میزان الاعتدال میں امام ذھبی نے کیا ہے۔6 جلدوں میں ہے۔

ن۔(تخریج حدیث کے اہم مصادر)

1۔**نصب الرایۃ لاحادیث الھدایہ**۔جمال الدین عبد اللہ بن یوسف زیلعی۔(م762ھ۔)الھدیہ کی احادیث کی تخریج کی گئ ہے۔4جلدوں میں ہے۔

2۔**الدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ**۔ابن حجر عسقلانی۔(م852ھ۔)اس میں نصب الریہ کی تلخیص ہے۔

س۔(حجیت حدیث وسنت پر اہم کتاب)

1۔**کتاب الرد علی الجھمیۃ**۔ عثمان بن سعید دارمی

2۔**الروض الباسم فی الذب عن سنہ ابی القاسم**۔ محمد بن ابراھیم الوزیر الیمانی۔(م775ھ۔)

3۔**الاجوبۃ الفاضلہ للاسئلۃ العشرۃ الکاملۃ**۔ محمد عبد الحئ لکھنوی

4۔**سنت کی آئینی حیثیت**،سید ابو الاعلی مودودی

5۔**سنت خیر الانام**۔ پیر کرم شاہ ازھری

6۔حجیت حدیث۔ادریس کاندھلوی۔اور اسی نام سے تقی عثمانی کی ہے۔

ع۔(علوم الحدیث کے اہم مصادر)

1۔**المحدث الفاضل بین الراوی والواعی**۔ حسن بن عبد الرحمن بن خلاد رامھرمزی۔(م360ھ۔)اصول حدیث پر قدیم کتاب ہے۔

2۔**معرفۃ علوم الحدیث**۔ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیشابوری۔(م405ھ۔)علوم الحدیث کی 50انواع ذکر کی گئی ہیں۔

3۔**الکفایۃ فی علم الروایۃ**۔ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی

4۔**علوم الحدیث**۔ عثمان بن عبد الرحمن شھرزوری ابن الصلاح۔(م643ھ۔)

5۔**تدریب الراوی**۔امام جلال الدین سیوطی

6۔**توجیہ النظر الی اصول الاثر**۔ شیخ طاہر الجزائری۔(م1338ھ۔)مایہ ناز اور جامع کتاب ہے۔

7۔**قواعد فی علوم الحدیث**۔ ظفر احمد عثمانی

8۔**علوم الحدیث و مصطلحہ**۔ڈاکٹر صبحی صالح

فقہ اسلامی:۔

ا۔(فقہ حنفی)

1۔**المبسوط**۔ شمس الائمہ ابو بکر محمد بن احمد سرخسی۔(م483ھ۔)دراصل یہ امام حاکم شہید کی کتاب الکافی کی شرح ہے۔انداز یہ ہے کہ مسئلہ ذکر کر کے اختلاف و دلائل اور پھر احناف کی وجہ ترجیح بیان کرتے ہیں۔بعض اوقات احناف کے علاوہ مذاہب کی بھی وجہ ترجیح بیان کرتے ہیں۔یہ کتاب ایک کنویں کی قید کے دوران زبانی لکھوائی گئی۔30جلدوں میں ہے۔

2۔**تحفۃ الفقہاء**۔علاء الدین محمد بن احمد سمرقندی۔(م540ھ۔)چار جلدوں میں ہے۔

3۔**بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع**۔علاء الدین ابن مسعود بن احمد کاشانی۔(م587ھ۔)ملک العلماء آپ کا لقب تھا۔یہ تحفۃ الفقہاء کی شرح ہے۔سات جلدوں میں ہے۔

4۔**الھدایہ**۔علی بن ابو بکر مرغینانی۔(م۔۔اس کی بہت شروحات ہیں۔بالخصوص ابن ہمام کی فتح القدیر ھے۔4جلدوں میں ہے۔

5۔**رد المختار علی الدر المختار علی متن تنویر الابصار**۔محمد امین بن عمر عابدین شامی۔(م1252ھ۔)حاشیہ ابن عابدین کے نام سے مشہور ہے۔تکمیل سے پہلے ہی مئولف کا انتقال ہو گیا تھا۔تو آخری دو جلدوں میں آپ کے بیٹے شیخ محمد علاء الدین نے تکملہ لکھا۔

ب۔(فقہ مالکی)

1۔**المدونۃ الکبری**۔امام مالک بن انس۔(م179ھ۔)آپ کے شاگرد عبد الرحمن بن قاسم سے اس کو امام عبد السلام بن سعید نے نقل کیا ہے۔اصل میں امام مالک کے مذہب پر امام عبد الرحمن بن قاسم سے کئے گئے سوالات کا مجموعہ ہے۔اس کی مشہور شرح الطراز ہے۔

2۔**بدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد**۔محمد بن احمد بن رشد مالکی۔(م595ھ۔)دو جلدوں میں ہے۔

3۔**القوانین الفقھیہ**۔محمد بن احمد بن جزی غرناطی

4۔**مواھب الجلیل لشرح مختصر خلیل**۔محمد بن محمد مغربی۔(م954ھ۔)6جلدوں میں ہے

5۔**الشرح الکبیر علی مختصر الجلیل**۔احمد بن محمد بن احمد دردیر۔(م1201ھ۔)چار جلدوں میں ہے۔

ج۔(فقہ شافعی)

1۔**کتاب الاءم**۔امام محمد بن ادریس شافعی۔(م204ھ۔)فقہ کے کم و بیش تمام ابواب کا احاطہ کیا گیا ہے۔سات جلدوں میں ہے۔

2۔**المھذب**۔ابو اسحاق ابراھیم بن علی شیرازی۔(م427ھ۔)

3۔**المجموع شرح المھذب**۔امام یحی بن شرف النووی۔(م627ھ۔)فقہ شافعی کی جامع ترین کتاب ہے۔اس کی مشہور شرح تحفۃ الحتاج ہے۔9جلد میں ہے۔

4۔**الاشباہ والنظائر**۔امام جلال الدین سیوطی

د۔(فقہ حنبلی)

1۔**المغنی**۔موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن قدامہ مقدسی۔(م620ھ ءابو قاسم عمر بن حسین کی کتاب مختصر الخرقی کی شرح ہے۔9جلدوں میں۔

2۔**الشرح الکبیر علی متن المقنع**۔عبد الرحمن ابن قدامہ مقدسی۔(م682ھ۔)12جلدوں میں ہے۔

3۔**الفتاوی الکبری**۔ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ۔(م728ھ۔)15جلدوں میں ہے۔

4۔**الفروع**۔محمد بن مفلح۔(م762ھ۔)

5۔**کشاف القناع علی متن القناع**۔شیخ منصور بن یونس بہوتی۔(م1051ھ۔)

ھ۔ (فقہ شیعہ)

1۔**الکافی**۔محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی۔(م329ھ۔)اس کتاب کو اصول اور فرع کے نام سے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔7جلدوں میں۔

2۔ **جواھر الکلام فی شرح شرائع الاسلام فی احکام الحلال والحرام**۔ محمد حسن بن محمد باقر نجفی۔(م1322ھ۔)6 جلدوں میں ہے۔

و۔(فقہ زیدیہ)

1۔ **المجموع الفقھی**۔امام زید بن علی بن زین العابدین۔(م122ھ۔) ابواب العلم پر مرتب کی گئی ہے۔ہر باب حدیث حضرت علی کے فرمان سے شروع ہوتا ہے۔

2۔ **البحر الزخار الجامع لمذاھب علماء الامصار**۔ احمد بن یحی بن مرتضی۔(م840ھ۔) اولاعقائد پھر عبادات اور معاملات کے احکام کو بیان کیا گیا ہے ۔5 جلدوں میں ہے۔ 3۔ جوھرۃ الفرائض۔ محمد بن احمد ناظری۔ یہ وراثت کے مسائل پر مشہور کتاب ہے

ز۔(فقہ ظاہریہ)

1۔ **المحلی**۔ ابو محمد علی بن احمد بن حزم اندلسی۔(م456ھ۔) اولا توحید اور قوائد اصولیہ کی بحث کی ہے اور پھر قیاس اور تقلید کا بطلان کیا گیا ہے۔اس کے بعد فقہی مباحث کو ذکر کیا گیا ہے۔اولا فقہ ظاہری پر مسئلہ بیان کرتے ہیں اور پھر اختلاف فقہاء کے بعد دلائل کارد کرتے ہیں۔انداز شدت پر مبنی ہے، گیارہ جلدوں میں ہے۔

جدید فقہی کتابیں :۔

1۔ **کتاب احکام الترکات والمواریث**۔ شیخ محمد ابوزہرہ۔

2۔ **التشریع الجنائی فی الاسلام مقارنا بالقانون الوضعی**۔ عبد القادر عودۃ۔ دو جلدوں میں ہے

3۔ **الاحوال الشخصیہ**۔ ڈاکٹر مصطفی الصباعی۔ 3 جلدوں میں ہے

4۔ **الفقہ الاسلامیہ فی ثوبہ الجدید**۔ پروفیسر مصطفی زرقا۔ مصنف مولف کتب کثیرہ ہیں

5۔ **ملیکۃ الارض فی الاسلام**۔ سید ابوالاعلی مودودی 6۔ **مدی حریۃ الزوجین فی الطلاق**۔ ڈاکٹر عبد الرحمن صابونی۔ دو جلدوں میں ہے

7۔ **آثار الحرب فی الفقہ الاسلامی دراسہ مقارنہ**۔ ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی۔ ایک جلد میں ہے موصوف کی اور بھی کئی کتب ہیں جیسے الفقہ الاسلامی فی اسلوبہ الجدید۔

8۔ **فقہ الزکاۃ**۔ ڈاکٹر یوسف قرضاوی۔ دو جلدوں میں ہے۔ موصوف کی ایک اور کتاب العبادۃ فی الاسلام ہے۔

اصول فقہ اور تاریخ تشریع کی اہم کتب :۔

1۔ **الرسالہ**۔ امام محمد بن ادریس شافعی۔(م204ھ۔)

2 ۔ **کشف الاسرار علی اصول البزدوی**۔ عبد العزیز بخاری۔(م330ھ۔)4 جلدوں میں ہے

3۔ **الاحکام فی اصول الاحکام**۔ محمد بن علی بن الحزم

4۔ **المستصفی من علم الاصول**۔ امام ابوحامد غزالی

5۔ **الاحکام فی اصول الاحکام**۔ علی بن محمد آمدی

6۔ **قواعد الاحکام فی مصالح الانام**۔ عزالدین عبد السلام۔(م660ھ۔)

7۔ **اصول الفقہ**۔ تقی الدین احمد بن تیمیہ۔2 جلد میں

8۔ **اعلام الموقعین عن رب العالمین**۔ محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیہ۔4 جلدوں میں ہے

9۔ **الموافقات فی اصول الشریعہ**۔ ابراھیم بن موسی شاطبی۔(م،1250ھ۔)

10۔ **مسلم الثبوت**۔ محب اللہ بن عبد الشکور۔(م1119ھ۔)2جلد،

11۔ **ارشاد الفحول**۔ محمد بن علی شوکانی۔(م1250ھ۔)

12۔ **اصول االفقہ**۔ شیخ محمد ابوزھرہ

عربی لغات:۔

1۔ **کتاب العین**۔ خلیل بن احمد فراھیدی۔(م160ھ۔) عربی زبان کی سب سے پہلی لغت ہے۔ عربی زبان کے تمام الفاظ کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ کتاب مخارج کی ترتیب پر لکھی گئی ہے۔ یہ اختلاف بھی ہے کہ یہ کتاب امام فراھیدی کی ہے یاان کے شاگرد لیث بن مظفر کی ہے۔

2۔ **جمھرۃ اللغۃ**۔ محمد بن حسن بن درید الازدی۔(م321ھ۔) کثیر الاستعمال الفاظ کا احاطہ کیا گیاہے۔ حروف تہجی کی ترتیب پر ہے۔

3۔ **مقاییس اللغۃ**۔ ابو الحسن احمد بن فارس بن ذکریا۔(م395ھ۔) اس لغت کو در اصل اس بنیاد پر لکھا گیا ہے کہ ایک مادہ کے تمام معنی میں قدر مشترک ہوتی ہے۔ ترتیب تو حروف تہجی پر ہے مگر جو حروف ذکر کرتے ہیں پھر اس کے بعد والا ذکر کرتے ہیں۔ جیسے کتاب الجیم میں پہلا مادہ جج کا ہے۔

4۔ **الصحاح**۔ ابو نصر اسماعیل بن حماد الجوھری۔(م397ھ۔) صرف خالص عربی الفاظ کو ذکر کیا گیاہے۔ حروف تہجی کی ترتیب پر ہے۔ مگر ہر لفظ کے آخری حرف کو بنیاد بنا کر ترتیب دیا گیاہے۔ جیسے قرءق کے باب میں نہیں ہے بلکہ ء کے باب میں ہے۔

5۔ **لسان العرب**۔ جمال الدین ابو الفضل محمد بن مکرم(م711ھ۔) اس میں الفاظ کے ساتھ ساتھ اقوال اور پھر ترجیح کا بھی ذکر ہے۔ ترتیب حروف تہجی پر ہے۔ مگر انداز وہی الصحاح والا ہے کہ آخری حرف کو بنیاد بنا کر اس کے باب میں ذکر کیا گیاہے۔15 جلدوں میں ہے۔

6۔ **القاموس المحیط**۔ مجاھدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی۔(م816ھ۔) اس کو دو مشہور لغات کتاب المحکم اور العباب الذاخر کو سامنے رکھ کر مرتب کیا گیاہے اس لغت میں جن الفاظ کا ذکر تھا ان کے لیے اختصارات استعمال کیے گئے ہیں جیسے جمع کے لیے ج اور جمع الجمع کے لیے جج وغیرہ صرف نحوی اصطلاحات کی وضاحت کی گئی ہے۔

7۔ **تاج العروس**۔ محب الدین محمد مرتضی زبیدی۔ مصنف اصلاہندوستانی تھے۔ پھر آپ یمن چلے گئے۔ القاموس المحیط کا منہج اختیار کیا ہے۔22 جلد

فقہ اللغۃ کی اہم کتب :۔

1۔ **اصلاح المنطق**۔ ابویوسف یعقوب ابن سکیت۔(م244ھ۔) صرف کے صیغوں سے اسماء اور افعال بنا کر قاری کو بولنا سکھایا گیاہے۔

2۔ **الخصائص**۔ ابو الفتح عثمان ابن جنی۔(م392ھ۔) عربی زبان کے خصائص کے بارے میں بات کی گئی ہے اور لغت کے بنیادی فلسفہ کو واضح کیا گیا ہے۔ تین جلدوں میں ہے۔

3۔ **المنصف**۔ ابو الفتح عثمان ابن جنی۔ یہ ابن بقیہ کی کتاب التصریف کی شرح ہے۔

4۔ **الفروق اللغویہ**۔ ابوہلال حسن بن عبد اللہ بن سھل عسکری۔(م395ھ۔) علماء کے مستعمل الفاظ میں فرق بیان کیا گیاہے۔

5۔ **کتاب الصناعتین**۔ ابو ہلال عسکری۔ ادب کی دو اصناف شاعری اور انشا پردازی کا ذکر کیا گیا ہے۔

6۔ **الصاحبی فی فقہ اللغۃ وسنن العرب فی کلامھا**۔ احمد بن فارس بن ذکریا۔ (م395ھ۔) فقہ اللغہ کے تمام موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب چار حصوں پر ہے۔ ۱۔ عربی زبان کے موضوعات ۲۔ علم صرف اور صوتی ابحاث۔ ۳۔ تراکیب اور طرق تعبیر ۴۔ شاعری

7۔ **فقہ اللغۃ وسر العربیہ**۔ ابو منصور بن عبد الملک بن محمد بن اسماعیل ثعالبی۔ (م429ھ۔) مقدمہ میں علمائے لغت کا بھی تذکرہ ہے۔ یہ کتاب 30 ابواب پر منقسم ہے۔

8۔ **المزھر فی علوم اللغہ وانواعھا**۔ جلال الدین سیوطی (م911ھ۔) فقہ اللغہ کی جامع ترین کتاب ہے۔

9۔ **کتاب الاشتقاق والتعریب**۔ شیخ عبد القادر بن مصطفی مغربی۔ (م1375ھ۔)

10۔ **فقہ اللغہ**۔ ڈاکٹر علی عبد الواحد وافی۔ دور جدید کی فقہ اللغۃ کتب میں جامع ترین ہے۔

11۔ **الاصولات اللغویہ**۔ ڈاکٹر ابراھیم انیس

12۔ **فقہ اللغہ وخصائص العربیہ**۔ پروفیسر محمد مبارک۔ کلمات عربیہ کا تحلیلی وتقابلی مطالعہ کیا ہے۔

نحو صرف کے مصادر:۔

1۔ **الکتاب**۔ ابو البشر عمر بن عثمان سیبویہ۔ (م180ھ۔) نحو کی سب سے قدیم کتاب ہے۔ جب کوئی نحوی کہے قال فی الکتاب تو اس سے یہی کتاب مراد ہوتی ہے۔

2۔ **شرح ابن عقیل علی الفیۃ ابن مالک**۔ ابو عبد اللہ جمال الدین ابن مالک۔ (م672ھ۔) کی کتاب الفیۃ کی سب سے مشہور شرح ہے۔ 2 جلدوں میں

3۔ **الانصاف فی مسائل الخلاف بین النحوین البصرین والکوفین**۔ ابو البرکات کمال الدین عبد الرحمن بن محمد الانباری۔ (م577ھ۔) 120 مسائل ہیں جو اختلافی ہیں۔

4۔ **مغنی اللبیب عن کتب الاعاریب**۔ جمال الدین عبد اللہ بن یوسف بن احمد۔ (م761ھ۔) کتاب کا پہلا حصہ عربی زبان کے حروف عاملہ اور غیر عاملہ کے بیان پر ہے۔ جبکہ دوسرا حصہ مفردات اور جملوں کی اقسام پر ہے۔ دو جلدوں پر ہے۔

5۔ **شرح شذور الذھب فی معرفۃ کلام العرب**۔ یہ بھی مذکورہ مصنف کی ہے۔ جو قرآنی آیات، اعراب وتفسیر وغیرہ پر مشتمل ہے۔

6۔ **المفصل فی صناعۃ العرب**۔ محمود بن عمر جار اللہ زمخشری۔ (م538۔)

7۔ **شرح المفصل**۔ ابن یعیش موفق الدین۔ (م643ھ۔) دس اجزاء پر ہے۔

8۔ **النحو الوافی**۔ پروفیسر عباس حسن، جامعہ قاہرہ۔ نحو کی تمام ضروری ابحاث وقواعد کا احاطہ کیا گیا ہے۔ نہایت شاندار مجموعہ ہے۔

عربی شاعری کے مجموعے:۔

1۔ **المعلقات**۔ ان کو مذھبات السبع الطوال، اور السموط بھی کہا جاتا ہے۔ ان سات قصائد کو حماد الروایہ نے نقل کیا ہے۔ موجودہ عربی شاعری کا قدیم ترین مجموعہ ہے۔ سات شعراء یہ ہیں۔ ۱۔ امرو القیس ۲۔ طرفہ بن العبد۔ ۳۔ زھیر بن ابی سلمی ۴۔ عنترہ بن شداد العبسی ۵۔ عمر بن کلثوم التغلبی ۶۔ حارث بن حلزہ الیشکری ۷۔ لبید بن ربیعہ العامری

2۔**المفضلیات**۔یہ بھی جاہلی اور اسلامی شاعری کا مجموعہ ہے اس کے راوی مفضل بن محمد الضبی الکوفی۔(م168ھ۔)67شعراء کے 130 قصائد ہیں۔یہ خلیفہ منصور کی خواہش پر اس کے بیٹے محمد المھدی کو ادب سکھانے کے لیے جمع کیے گئے۔

3۔**الاصمعیات**۔جاھلیت اور اسلام کے کم گو شعراء کا کلام ہے۔راوی کا نام ابو سعید عبد الملک بن قریب الاصمعی۔(م216ھ۔)71شعراء کے 92کلام ہیں۔

4۔**جمھرۃ اشعار العرب**۔جاھلیت اور اسلام کے نامور شعراء کا مجموعہ ہے۔راوی ابو زید محمد بن ابی الخطاب القرشی ہیں۔اس کو سات اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

5۔**دیوان الحماسہ**۔ابو تمام حبیب بن اوس الطائی۔(م231ھ۔)حماسہ کے کل دس ابواب ہیں۔۱۔الحماسہ۔۲۔المراثی ۳۔الادب۔۴۔التشبیب ۵۔الھجاء۶۔الاضیاف والمدیح۷۔الصفات۸۔السیر والنعاس۹۔الملح۔۱۰۔مذمۃ النساء۔

6۔**کتاب الحماسہ للبحتری**۔ابو عبادۃ ولید بن عبید بحتری۔(م284ھ۔)یہ بھی دیوان حماسہ کی طرز پر لکھا گیا مجموعہ ہے۔

7۔**الحماسۃ**۔شریف ضیاء الدین ھبۃ اللہ ابن شجری۔(م542ھ۔)اس میں کل ۹ ابواب ہیں۔

8۔**الحماسۃ البصریہ**۔ابو الحسن علی بن ابی الفرج البصری۔(مض659ھ۔)14ابواب ہیں۔گزشتہ دونوں دیوان حماسہ کی طرز پر لکھے گئے مجموعے ہیں۔

ادبی انسائیکلوپیڈیاز:۔

1۔**البیان والتبیین**۔ابو عثمان عمر بن بحر الجاحظ۔(م255ھ۔)اس میں بیان کی انواع خطابت،شاعری،خطابت وغیرہ اور تبیین یعنی خوبصورت اسلوب میں مافی الضمیر کو بیان کرنا،ذکر کیا گیا ہے۔یہ کتاب علم وادب میں ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے تبھی ابن خلدون نے کہا کہ فن ادب کی بنیادی کتب چار ہیں۔۱۔ادب الکاتب ۲۔الکامل۔۳۔کتاب النوادر ۴۔البیان والتبیین۔

2۔**ادب الکاتب**۔عبد اللہ نم مسلم بن قتیبہ الدینوری۔(م276ھ۔)نئے لکھاریوں کی راہنمائی کے لیے تحریر کیا گیا ہے۔صرف ونحو ولغت اور املاء کے اصولوں کو جمع کیا گیا ہے۔

3۔**الکامل فی اللغۃ والادب**۔ابو العباس محمد بن یزید الازدی المبرد۔(م285ھ۔)یہ لغت ونحو کے مسائل پر مشتمل ہے۔منہج یہ ہے کہ پہلے ادبی شاہکار پیش کرتے ہیں پھر اس کے الفاظ وعبارت کی ایسی تشریح کرتے ہیں جس سے کئی فوادِ ونکات حاصل ہوتے ہیں۔

4۔**العقد الفرید**۔ابو عمر احمد بن عبدربہ اندلسی۔(م327ھ۔)یہ ایک ادبی مجموعہ ہے مصنف نے جاحظ،مبرد،ابن قتیبہ،وغیرہ سے استفادہ کیا ہے۔۲۵ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

5۔**کتاب الآمالی**۔ابو علی اسماعیل بن قاسم القالی البغدادی (م356ھ۔)اس میں عربی اشعار،امثال قرآن،وحدیث وغیرہ کا ذخیرہ ہے یہ مصنف کے ہر جمعرات کے دروس کا مجموعہ ہے۔

6۔**غرر الفوائد ودرر القلائد**۔شریف المرتضی ابو القاسم علی بن حسین (م436ھ۔)منتخب اشعار،اخبار،ایام العرب،وواقعات کا بہترین مجموعہ ہے۔

7۔**زھر الادب وثمر الالباب**۔ابراھیم بن علی حصری قیراونی۔(م453ھ۔)زمانہ قدیم سے زمانہ مصنف تک کے معروف اشعار اور نثر کا مجموعہ ہے۔

8۔ **نهاية الادب فی فنون الادب**۔ شہاب الدین احمد بن عبد الوھاب نویری۔(م 732ھ۔) اس میں ہر فن مثلاً ادب، تاریخ، علم الحیوان، جغرافیہ، وغیرہ کا وسیع مواد موجود ہے۔

9۔ **صبح الاعشی فی صناعۃ الانشاء**۔ ابو لعباس احمد بن علی مصری قلقشندی۔(م 821ھ۔) عربی ادب و ثقافت اور اسلامی ریاستوں کے احوال کا عظیم ذخیرہ ہے۔ اس لیے اس کو علمی و ادبی انسائیکلوپیڈیا کہا جا سکتا ہے۔

سیرت نبوی کی اہم کتب:۔

1۔ **مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**۔ ابو عبد اللہ محمد بن عمر واقدی۔(م 207ھ۔) حضور نبی پاک کے غزوات مبارکہ کے احوال ذکر کیے گئے ہیں۔

2۔ **سیرۃ النبی**۔ ابو محمد عبد الملک بن ہشام۔(م 218ھ۔) یہ سیرت ابن اسحاق کا خلاصہ ہے اور ابن اسحاق کی سیرت کو قدیم ترین سیرت کی کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

3۔ **الطبقات الکبری**۔ محمد بن سعد۔(م 230ھ۔) یہ بھی سیرت پر معتمد کتاب ہے۔ 8 جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

4۔ **الشمائل النبویہ والخصائل المحمدیۃ**۔ ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی۔((م 279ھ)۔ سیرت کی قدیم کتب میں سب سے جامع ہے۔

5۔ **سیرۃ الرسول**۔ ابو جعفر محمد بن جریر طبری۔((م 310ھ)۔ ابن جریر نے اس کو اپنی کتاب تاریخ الامم والملوک میں جمع کر دیا ہے۔

6۔ **دلائل النبوۃ**۔ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی۔((م 430ھ)

7۔ **الشفاء بتعریف حقوق المصطفی**۔ قاضی عیاض بن موسی۔((م 544ھ)۔ اس کی مشہور شرح نعیم الریاض ہے۔

8۔ **الروض الانف**۔ عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیل۔(م 581ھ۔)

9۔ **زاد المعاد فی ھدی خیر العباد**۔ ابن قیم جوزیہ۔(م 752ھ۔) مسائل سیرت سے احکام کا استنباط کیا گیا ہے۔

10۔ **السیرۃ النبویہ**۔ اسماعیل بن عمر بن کثیر۔(م 774ھ۔)

11۔ **فقہ السیرۃ**۔ ڈاکٹر محمد بن سعید رمضان بوطی۔ جدید اور عمدہ اسلوب ہے۔

تاریخ اسلام کے اہم مصادر:۔

1۔ **تاریخ خلیفۃ بن خیاط**۔ خلیفۃ بن خیاط عصفری۔(م 240ھ۔) ولادت نبوی سے زمانہ تالیف تک کے واقعات کو درج کیا گیا ہے۔

2۔ **تاریخ الامم والملوک**۔ ابو جعفر محمد بن جریر طبری۔(م 355ھ۔) تخلیق ارض اور آدم اور بعد کے انبیاء کا مختصر ذکر کرنے کے بعد سالوں کے اعتبار سے تاریخ ذکر کی گئی ہے۔

3۔ **کتاب البدء والتاریخ**۔ مطہر بن طاہر مقدسی۔(م 355ھ۔) سلطنت امویہ اور عباسیہ کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

4۔ **الکامل فی التاریخ**۔ عز الدین علی بن محمد ابن الاثیر۔(م 630ھ۔) سالوں کے اعتبار سے تاریخ ذکر کی گئی ہے اور زمانہ تالیف تک کے احوال درج ہیں۔

5۔ **البدایہ والنھایہ**۔ ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن کثیر۔(م 774ھ۔) سالوں کے اعتبار سے تاریخ ہے اور ۱۴ اجزاء میں شائع ہے۔

6۔**کتاب العبر و دیوان المبتداء و الخبر**۔ ابو زید عبد الرحمن بن خلدون ۔(م808ھ۔)اس کا مقدمہ ابن خلدون نہایت اہم ہے ۔ تین اقسام مِن کتاب کو تحریر کیاہے سات اجزاء ہیں۔

7۔**نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب**۔ احمد بن محمد مقری تلماسی (م1041ھ۔)اندلس کی فتح سے خروج تک کی مستند تاریخ ہے۔

8۔**تاریخ التمدن اسلامی**۔ جرجی زیدان۔ اسلامی سلطنت کی عباسی دور کے اختتام تک مختصر انداز میں عکاسی کرتی ہے۔

کتب انساب و سوانح:۔

(کتب انساب)

1۔ **جمھرۃ انساب العرب**۔ امام ابن جزم اندلسی۔(م456ھ۔)

2۔**کتاب الانساب** ۔ ابو سعد عبد الکریم بن محمد سمعانی ۔(م562ھ۔)انساب میں جامع ترین کتاب ہے ۔ تمام قبائل و بطون و مذاہب کا تذکرہ ملتا ہے۔ حروف تہجی پر مرتب ہے۔

3۔**نھایہ الارب فی معرفۃ انساب العرب**۔ ابو لعباس احمد بن علی قلقشندی ۔(م821ھ۔)انساب کے طبقات اور عربوں کے قدیم مسکن وغیرہ کا تذکرہ ملتاہے۔ حروف تہجی پر مرتب ہے۔

(کتب سوانح)

ا۔(صحابہ کرام کے سوانح)

1۔**الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب**۔ یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر۔(مض463ھ۔) حروف تہجی پر مرتب ہے۔4 جلدوں میں ہے۔

2۔**الاستبصار فی نسب الصحابۃ من الانصار**۔ ابن قدامہ مقدسی۔(م620ھ۔)

3۔**الاسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ**۔ ابو الحسن علی بن محمد ابن الاثیر ۔(م630ھ۔)اس کتاب میں 7554 صحابہ کرام کے حالات بیان کیے گئے ہیں،5 جلدوں میں ہے۔

4۔**تجرید اسماء الصحابہ**۔ حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذھبی۔(م748ھ۔) دو جلدوں میں ہے۔

5۔**الاصابہ فی تمیز الصحابہ** ۔ امام ابن حجر عسقلانی ۔(م852ھ۔)حالات صحابہ پر جامع ترین کتاب ہے ۔اس میں 9477اسماء، 1268 کنیتیں،1552 صحابیات کے حالات ہیں،

ب۔(راویوں کے حالات)

1۔**تذکرۃ الحفاظ**۔ شمس الدین محمد بن احمد الذھبی ۔(م 748ھ۔)راویوں کے طبقات کے اعتبار سے ترتیب ہے جیسے صحابہ کرام پھر تابعین وغیرہ۔ یوں اکیس طبقات مرتب کیے گئے ہیں1176 راویوں کے حالات ہیں۔

2۔**تھذیب التھذیب**۔ امام ابن حجر عسقلانی۔(م 852ھ۔) حروف تہجی پر مرتب کیا گیاہے۔

ج۔(مشاہیر و اعلام کے حالات پر کتب)

1۔**الطبقات الکبری**۔ محمد بن سعد۔(م230ھ۔)

2۔ **کتاب الطبقات**۔ خلیفہ بن خیاط عصفری۔(م240ھ۔) تین بنیادوں پر ترتیب ہے۔ ا۔ نسب۔ ۲۔ طبقات ۳۔ **مدن وبلدان**

3۔ **تاریخ بغداد**۔ احمد بن علی خطیب بغدادی۔(م463ھ۔) بغداد کے مشاہیر کا ذکر کیا گیا ہے۔

4۔ **سیر اعلام النبلاء**۔ شمس الدین محمد بن احمد الذھبی۔(م748ھ۔) ہر فن کے علماء کے حالات پر اہم ترین کتاب ہے۔ علماء کے کل 35 طبقات بنا کر ترتیب دیا گیا ہے۔ کتاب کے کل ۱۴ حصے ہیں۔

5۔ **الوافی بالوفیات**۔ خلیل بن ایبک صفدی۔(م 764ھ۔)

6۔ **الدرر الکامنہ فی اعیان المئۃ الثامنہ**۔ ابن حجر عسقلانی۔ 8ویں صدی کے مشاہیر کا تذکرہ ہے۔

7۔ **الاعلام**۔ خیر الدین زرکلی۔ مشہور عرب وغیر عرب کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

8۔ **معجم المؤلفین**۔ پروفیسر عمر رضا کحالۃ۔ یہ ابتداء سے عذر حاضر تک کے کتب مصنفین کے حالات کو جمع کیا گیا ہے اور حروف تہجی پر ترتیب دی گئی ہے۔ نہایت عمدہ کتاب ہے اور ۱۵ جلدوں میں شائع ہے۔

(علماء لغت ونحو وادباء کے سوانح حیات)

1، **طبقات النحوین واللغوین**۔ ابو بکر محمد بن حسن زبیدی۔(م379ھ۔) علاقوں کے اعتبار سے نحو ولغت کے علام ء کا تذکرہ ہے جیسے کوفہ نو بصرہ اور شام وغیرہ۔

2۔ **انباہ الرواۃ علی انباء النحاۃ**۔ جمال الدین علی بن یوسف قفطی۔(م644ھ۔) علماء نحو و لغت پر سب سے جامع کتاب ہے۔ حروف تہجی پر مرتب ہے۔

3۔ **ارشاد الاریب الی معرفۃ الادیب**، معجم الادباء،۔ شھاب الدین یاقوت بن عبد اللہ حموی۔(626ھ۔) ادب میں خدمات سرانجام دینے والے ہر فرد کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

4۔ **معجم الشعراء**۔ محمد بن عمران مرزبانی۔(م384ھ۔) 5000 مشہور شعراء کا تذکرہ ہے۔

فہارس کتب:۔

1۔ **الفہرست**۔ محمد بن اسحاق الندیم۔(م 385ھ۔) عربی زبان میں مختلف علوم فنون کی تالیفات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ابتداء سے ۳۷۷ھ تک کا علمی سرمایہ ہے۔

2۔ **الفہرست**۔ محمد بن خیر اشبیلی۔ اندلس کے مکتبہ عربیہ کی لاجواب فہرست ہے۔ موضوعات پر تقسیم کر کے ابواب بندی کی گئی ہے۔ مفید معلومات پر مبنی ہے

3۔ **کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون**۔ مصطفی بن عبد اللہ حاجی خلیفۃ۔(م1067ھ۔) اپنے زمانے تک تمام کتابوں کا تذکرہ حروف تہجی پر کیا گیا ہے۔ نہایت عمدہ کتاب ہے۔

4۔ **تاریخ الادب العربی**۔ کارل بروکلمان۔ مختلف علوم اسلامیہ کی تصنیف پر جامع کتاب ہے۔ مطبوعات کے ساتھ مخطوطات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

کتب جغرافیہ :۔

1۔ **معجم ما استعجم من اسماء البلاد والمواضع**۔ ابو عبیدہ عبد اللہ بن عبد العزیز بکری۔(م 478ھ۔) شہروں اور علاقوں کے ناموں کو حروف تہجی

پر مرتب کیا گیا ہے۔

2۔ **معجم البلدان**۔ شہاب الدین یاقوت بن عبد اللہ حموی۔(م 626ھ۔)علاقوں اور منسوب شخصیات کا ذکر حروف تہجی پر کیا گیا ہے۔

3۔ **بلاد العرب**۔ حسن بن عبد اللہ اصفہانی۔ جزیرہ عرب کے ہر قبیلہ کی منازل واماکن کی تحدید کی گئی ہے۔

4۔ **صحیح الاخبار عما فی بلاد العرب من الآثار**۔ محمد بن عبد اللہ تجدی۔(م 1958ء۔زمانہ جاھلیت اور صدر اسلام کے اشعار میں جن مقامات کا ذکر آیا ہے ان کی تحدید کی گئی ہے۔

الفاظ قرآنیہ کی معاجم:۔

1۔ **المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم**۔ محمد فواد عبد الباقی۔(م 1388ھ۔) قرآن کے کلمات کا ذکر کرتے ہیں اور ہر کلمہ کے تحت آنے والی آیات ذکر کرتے ہیں۔

2۔ **المرشد الی آیات القرآن الکریم وکلماتہ**۔ محمد فارس برکات دمشقی۔

3۔ **الجامع لمواضیع آیات القرآن الکریم**۔ محمد فارس برکات دمشقی۔ قرآنی آیات کو موضوعات کے اعتبار سے تقسیم کرکے مرتب کیا گیا ہے۔

4۔ **تفصیل آیات القرآن الکریم**۔ جول لابوم مستشرق۔ قرآنی آیات کو اٹھارہ ابواب کے موضوعات میں تقسیم کیا گیا ہے۔

5۔ **المفردات فی غریب الالفاظ**۔ ابو القاسم حسین بن محمد المعروف راغب صفہانی (۔502ھ۔) قرآنی کلمات کو حروف تہجی کے اعتبار سے ذکر کر کے کلمات غریبہ کے معانی کو بیان کیا گیا ہے۔ ہر لفظ کا مادہ بھی ذکر کرتے ہیں اور اس کے تحت آنے والی آیات بھی ذکر کرتے ہیں۔

فہرست مضامین

عرض حال 1

فصل اول:علمی بحث و تحقیق کے مناہج 2

فصل ثانی :علمی تحقیق کے بنیادی عناصر 6

فصل ثالث:محقق کی خصوصیات اور نگران تحقیق 7

فصل رابع :کتب خانہ کی اہمیت ،افادیت ،اور استعمال کا طریقہ کار 8

فصل خامس: مقالہ نگاری کے مراحل 11

فصل سادس :مقالہ کی کمپوزنگ ، تصحیح اور آخری کتابی شکل 22

ملحق نمبر 2:رسم الخط۔رموز اوقاف۔اختصارات 23

ملحق نمبر 3 :عربی تحریر و کتابت کے بنیا دی قواعد 24

ملحق نمبر 4 :اسلامی و ادبی مصادر 26